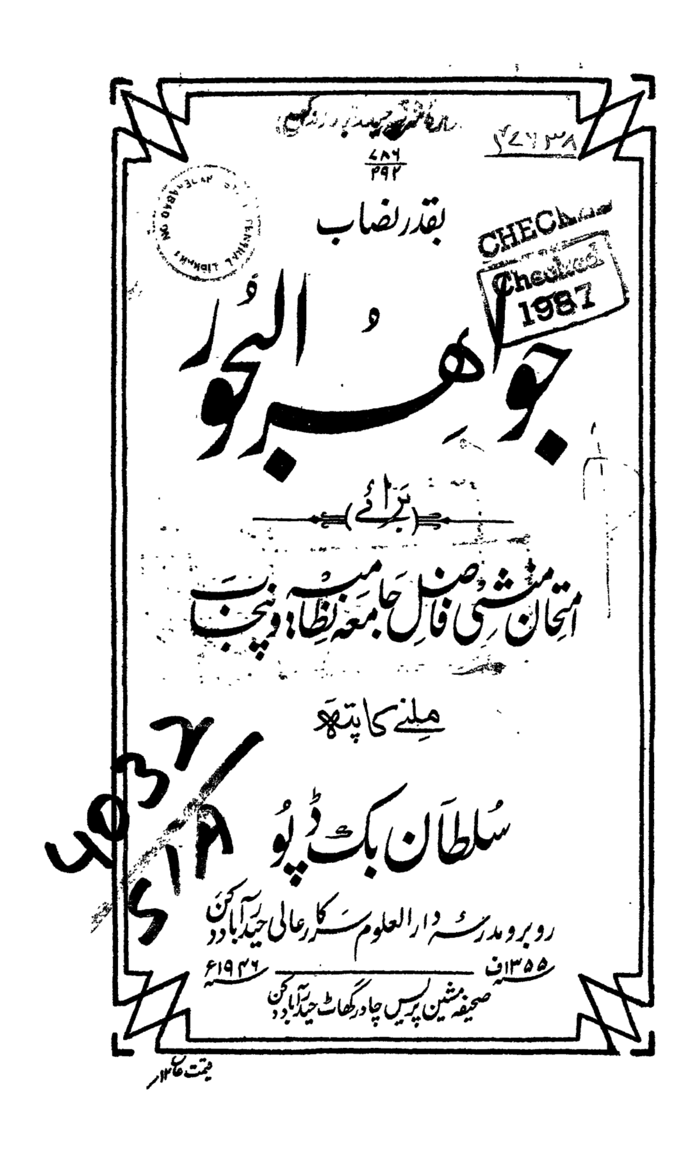


بقدر نصاب
جواہر البحور
(برائے)
امتحان منشی فاضل جامعہ نظامیہ و پنجاب
ملنے کا پتہ
سلطان بک ڈپو
روبرو مدرسہ دار العلوم سرکار عالی حیدرآباد دکن
۱۳۵۵ف
۱۹۴۶ء
صحیفہ مشین پریس چادرگھاٹ حیدرآباد دکن

مِنْ كِتَابِ

فُتُوحُ البُلْدَانْ

تاليف الامام ابى الحسن احمد
بن يحيىٰ بن جابر البلاذرِیؒ

(م- ٢٧٩ ھ)

ترجمہ

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری

بلاذری تیسری صدی کے نامور عرب مورخوں میں سے تھے، عالم[1] فاضل، شاعر، جید راوی اور ماہر نساب اور مترجم تھے، فارسی سے بعض کتابیں، انھوں نے عربی میں ترجمہ کیں اور متعدد جید کتابیں خود تصنیف کیں، دوسری صدی ہجری کے آخر آخر میں پیدا ہوئے اور بغداد میں نشوونما پایا۔ ان کا دادا جابر خصیب صاحب مصر کا کاتب تھا، بلاذری نے دمشق، حمص، انطاکیہ اور عراق میں حدیث سنی۔ عراق میں ان کے اساتذہ میں مصعب زبیری، ابوعبید قاسم بن سلام اور ابن سعد کاتب الواقدی جیسے فضلا شامل تھے بالاخر یہ خلیفہ متوکل اور مستعین کے مقربین میں سے ہوگئے۔ اور عبداللہ بن المعتز نے ان کی شاگردی کا شرف پایا، کہتے ہیں کہ انھوں نے آخری عمر میں بلاذر[2] کا رس لاعلمی میں پی لیا اس سے ان کا دماغ مختل ہوگیا اور ان کو بیمارستان میں لے گئے اور وہاں اسی حالت میں ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) میں فوت ہوئے۔ مگر یاقوت نے لکھا ہے کہ بات واضح نہیں ہے کہ بلاذر والا قصہ ان کے متعلق ہے یا ان کے دادا کے متعلق معجم الادبا میں ہے۔ "ولا ادری ایھما شرب البلاذر احمد بن یحییٰ او جابر بن داؤد الا ان ماذکرہ الجہشیاری یدل علی ان الذی شرب البلاذر ھو جدہ" بہرحال ان کی نسبت البلاذری اسی قصہ سے ماخوذ ہے۔

---

[1] معجم الادباء میں ہے۔ کان احمد بن یحییٰ بن جابر عالماً فاضلاً شاعراً راویة نسابة متقناً و کان مع ذلک کثیر الھجا، بذی اللسان اخذ الاعراض

[2] Anacardia

ان کی تصانیف میں سے ذیل کی دو نہایت اہم کتابیں ہم تک پہنچی ہیں۔

(۱) **فتوح البلدان**۔ اس فتوح اسلامیہ کے حالات مفصل اور صحیح طور پر درج ہوئے ہیں مصنف کی اصل کتاب اس سے بھی زیادہ مفصل تھی۔ مگر وہ ناتمام رہی اور یہ اس کا خلاصہ ہے، رسول اللہ صلعم کے فتوحات سے کتاب شروع ہوئی ہے۔ پھر ردہ اور فتوحات شام وجزیرہ وارمینیہ ومصر ومغرب کے ذکر کے بعد عراق اور ایران وسندھ کے فتوحات پر ختم ہوئی ہے؛ کتاب میں ضمناً بہت سی عمرانی اور سیاسی باتیں بیان ہوئی ہیں، مثلاً احکام خراج، مصطلحات دواوین، عطا، امر خاتم ونقود وخط وغیرہ، عربوں کے فتوحات کے متعلق اطلاعات کے لئے یہ کتاب نہایت قیمتی ماخذ ہے۔

(۲) **انساب الاشراف**۔ اس میں عربوں کے انساب بیان ہوئے ہیں مگر نسب کے ساتھ تاریخی باتیں بھی مصنف نے دی ہیں۔ مثلاً جہاں بادشاہوں کا ذکر ہوا ہے۔ وہاں ان کے عہد کی تاریخ بھی دے دی گئی ہے۔ اسی طرح خوارج کے متعلق یہ کتاب نہایت اہم معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ قسطنطنیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ ہے۔ جس کو پروفیسر بیکر (BecKeR) شائع کرنے کے لئے مرتب کر رہے ہیں۔

حوالے

فہرست ابن ندیم ۱:۱۱۳، معجم البلدان ۲: ۱۲۰ - زیدان ۱: ۱۹۲ - انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۱: ۶۱۱ -

بسم الله الرحمن الرحيم

فتوح السند [1]

باب (۱)

اخبرنا علی بن محمد بن عبد الله بن ابی سیف، قال ولّی
عمر بن الخطاب عثمان بن ابی العاصی الثقفی البحرین
وعمان سنة ۱۵، فوجه اخاه الحکیم الی البحرین ومضی الی
عمان فاقطع جیشاً الی تانه فلما رجع الجیش کتب
الی عمر یعلمه ذلك فکتب الیه عمر یا اخا ثقیف حملت
دوداً علی عود وانی احلف بالله لو أصیبوا لاخذت

---

[1] معجم البلدان ج ۳ ص ۲۶۶ پر ہے۔ السند بلاد بين بلاد الهند وكرمان وسجستان وبعض يجعل مكران منها ويقول هي خمس كور فاولها من قبل كرمان مكران ثم الطوران ثم السند ثم الهند ثم الملتان

بلاد سند کا عربی نقشہ ایلیٹ نے اپنی تاریخ کی جلد اول صفحہ ۳۲ پر ابن حوقل سے لے کر درج کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر نقل کیا ہے۔ نیز دیکھو۔ The Lands of the Eastern calippate ص ۳۲۳

Holdich, Gates of india ص ۲۸۴

من قومك مثلهم، ووجه الحكيم ايضًا الى بَروص ووجه اخاه المغيره بن ابي العاصي الى[2] خور الديبل فلقى العدو وظفر.

فلمّا ولى عثمان بن عفان رض وولّى عبد الله بن عامر ابن كُريز العراق كتب اليه يامره ان يوجه الى ثغر الهند من يعلم علمه وينصرف اليه بخبره فوجه حكيم بن جبلة العبدي فلمّا رجع اوفده الى عثمان فساله عن حال البلاد فقال: يا امير المومنين قد عرفتها وتنخّرتها قال: فصفها لي قال: ماءها وشل، وتمرها دقل ولصّها بطل ان قلّ الجيش فيها ضاعوا، وان كثروا جاعوا، فقال له عثمان: اخابر ام ساجع؟ قال جابر فلم يغزها احدًا.

فلمّا كان آخر سنة ٣٨ واول سنة ٣٩ في خلافة على بن ابي طالب رض توجه الى ذلك الثغر الحرث بن مرّة العبدي متطوعًا باذن على فظفر واصاب مغنمًا وسبيًا وقسّم في يوم واحد الف راس، ثم انه قتل ومن معه بارض القيقان الا قليلا وكان مقتله في سنة ٤٢ والقيقان من بلاد السند ممّا يلي خراسان -

---

[1] بهروچ [2] Gulf [3] قلات

ثم غزا ذلك الثغر المهلب بن ابي صفرة في ايام معوية سنة ٤٤ فاتى بنة والاهواز وهما بين الملتان وكابل فلقيه العدو فقاتله ومن معه ولقي المهلب ببلاد القيقان ثمانية عشر فارسا من الترك على خيل محذوفة فقاتلوه فقتلوا جميعا فقال المهلب ما جعل هؤلاء الاعاجم اولى بالتشمير منا فحذف الخيل فكان اول من حذفها من المسلمين وفي بنة يقول الازدي ٭

الم تر ان الازد ليلة بيتوا ببنة كانوا خير جيش المهلب

ثم ولى عبد الله بن عامر في زمن معوية بن ابي سفيان عبد الله بن سوار العبدي ويقال ولاه معوية من قبله ثغر الهند فغزا القيقان فاصاب مغنما ثم وفد الى معوية واهدى اليه خيلا قيقانية واقام عنده ثم رجع الى القيقان فستجاشوا الترك فقتلوه وفيه يقول الشاعر ٭

وابن سوار على علاته موقد النار وقتال السغب

وكان سخيا لم يوقد احد نارا غير ناره في عسكره فرأى ذات ليلة نارا فقال ما هذه فقالوا امرأة نفساء يعمل لها خبيص فامر ان يطعم الناس الخبيص ثلاثا

وولى زياد بن ابي سفيان في ايام معوية سنان بن سلمة ابن المحبق الهذلي وكان فاضلا متألها وهو اول من

احلف الجند بالطلاق فاتى الثغر ففتح مكران عنوة ومصرها
واقام بها وضبط البلاد وفيه يقول الشاعر:

رايت هذيلا احدثت في يمينها   طلاق نساء ما تسوق لها مهرا
لهان على حلفة ابن محبق   اذا رفعت اعناقها حلقا صفرا

وقال ابن الكلبي كان الذى فتح مكران حكيم بن جبلة
العبدى:

ثم استعمل زياد على الثغر راشد بن عمرو الجديدى
من الازد فاتى مكران ثم غزا القيقان فظفر ثم غزا الميد
فقتل وقام بامر الناس سنان بن سلمة فولاه زياد الثغر
فاقام به سنتين وقال اعشى همدان فى مكران:-

وانت تسير الى مكران   فقد شحط الورد والمصدر[1]
ولم تك من حاجتى مكران   ولا الغزو فيها ولا المتجر
وحدثت عنها ولم اتها   فما زلت من ذكرها اوجر[2]
بان الكثير بها جائع   وان القليل بها معور[3]

وغزا عباد بن زياد ثغر الهند من سجستان فاتى
سناروذ ثم اخذ على حوى[4] كهز (؟) الى الروذبار
من ارض سجستان الى الهند مند فنزل

---

[1] ديوان: اذعر [2] ديوان: مقتر [3] معجم البلدان ٣٠٢، ١١: السدر
[4] معجم حوى كهن -

کش[1] وقطع المفازة حتیٰ اتی قندھار فقاتل اھلھا فھزمھم
وفلھم وفتحھا بعد ان اصیب رجال من المسلمین ورای
قلانس اھلھا طوالا فعمل علیھا فسمیت العبادیة وقال ابن مفرغ

کم بالجروم وارض الھند من قدم
ومن سرابیل قتلیٰ لیتھم قبروا
بقندھار ومن تکتب منیتہ
بقندھار یرجم دونہ الخبر

ثم ولی زیاد المنذر بن الجارود العبدی ویکنی ابا
الاشعث ثغر الھند فغزا البوقان والقیقان فظفر المسلمون
وغنموا وبث السرایا فی بلادھم وفتح قصدار وسبی بھا وکان
سنان قد فتحھا الا ان اھلھا انتقضوا وبھا مات فقال الشاعر:

حل بقصدار فاضحیٰ بھا	فی القبر لم یقفل مع القافلین
للہ قصدار واعنابھا	ای فتی دنیا اجنت ودین

ثم ولی عبید اللہ بن زیاد ابن حرّی الباھلی ففتح اللہ تلک
البلاد علیٰ یدہ وقاتل بھا قتالا شدیدا فظفر وغنم، وقال قوم
ان عبید اللہ بن زیاد ولی سنان بن سلمة وکان حرّی علیٰ
سرایاہ وفی حری بن حرّی یقول الشاعر:۔

لولا طعانی بالبوقان مارجعت	منہ سرایا ابن حرّی باسلاب

[1] کیچ بلوچستان میں ایک بستی ہے جو آج کل ریلوے اسٹیشن ہے ۔

واهل البوقان اليوم مسلمون وقد بنی عمران بن موسیٰ بن یحییٰ بن خلد البرمکیؒ بها مدینة. سماها البیضاء وذلك فی خلافة المعتصم بالله۔

(باب - ۲)

ولما ولی الحجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل الثقفیؒ العراق ولیٰ سعید بن اسلم بن زرعة الکلابی مکران وذلك الثغر فخرج علیه معویه ومحمد ابن الحرث العلافیان فقتل وعلب العلافیان علی الثغر واسم علاف هو ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعة وهوا بوجرم۔

فولیٰ الحجاج مجاعة بن سعرا لتمیمیؒ ذلك الثغر فغزا مجاعة فغنم وفتح طوائف من قندابیل ثم اتم فتحها محمد بن القاسم ومات مجاعة بعد سنة بمکران قال الشاعر۔

مَامِنْ مَشَاهِدِكَ الَّتِی شَاهَدْتَهَا
اِلَّا یَزِیْنُكَ ذِکْرُهَا مُجَاعَا

لہ یعنی Gandava جو سبی کے جنوب اور قلات کے مشرق میں ہے۔ یہ علاقہ بدھ کا مرکز تھا۔

ثمّ استعمل الحجّاج بعد مُجّاعة محمّد بن هٰرون ابن
ذراع النمريّ فاهدى الى الحجّاج فى ولايته ملك
جزيرة الياقوت نسوة ولدن فى بلاده مسلمات ومات
آباؤهنّ وكانوا تجّارًا فاراد التقرُّب بهن فعرض للسفينة
التى كن فيها قوم من ميد الدّيبُل فى بوارج فاخذوا السفينة
بما فيها فنادت امرأة منهنّ وكانت من بنى يربوع يا حجّاج
وبلغ الحجّاج ذلك فقال يا لبّيك فارسل الى
داهر يساله تخلية النسوة فقال انما اخذهن لصوص
لا اقدر عليهم فاغزى الحجّاج عبيد الله بن نبهان
الديبل فقتل فكتب الى بُديل بن طهفة البجلىّ وهو
بعُمان يامره ان يسير الى الديبُل فلمّا لقيهم نفر به
فرسه فاطاف به العدوّ فقتلوه وقال بعضهم قتله زطّ[1]
البُدهة[2]، قال وانمّا سمّيت هذه الجزيرة جزيرة
الياقوت لحسن وجوه نسائها؛

ثمّ ولى الحجّاجُ محمّد بن القاسم بن محمّد بن الحكم
بن ابى عقيل فى ايام الوليد بن عبد الملك فغزا السند
وكان محمّد بفارس وقد امره[3] ان يسير الى الرّى وعلى

---

۱ سبلون ۲ دیکھو Lands of Eastern caliphates نقشہ ۷؛

۳ امرہ اور تورد کا فاعل حجاج ہے اور مفعول محمد بن القاسم

مقدمته ابوالاسود جهم بن زحر الجعفی فردہ الیہ وعقد لہ علی ثغر السند وضم الیہ ستۃ الف من جند اھل الشام وخلقا من غیرھم وجھزہ بکل ما احتاج الیہ حتی الخیوط والمسال وامرہ ان یقیم بشیراز حتی یتتام الیہ اصحابہ ویوافیہ ما اعد لہ،

وعمد الحجاج الی القطن المحلوج فنقع فی الخل الخمر الحاذق ثم جفف فی الظل فقال اذا اصرتم الی السند فان الخل بھا ضیق فانقعوا ھذا القطن فی الماء ثم اطبخوا بہ واصطبغوا[1]، ویقال ان محمداً لما صار الی الثغر کتب یشکوا ضیق الخل علیھم فبعث الیہ بالقطن المنقوع فی الخل،

فسار محمد بن القاسم الی مکران فاقام بھا ایاما ثم اتی قنزبور ففتحھا ثم اتی ارمائیل[2] ففتحھا وکان محمد بن ھارون بن ذراع قد لقیہ فانضم الیہ وسار معہ فتوفی بالقرب منھا فدفن بقنبل، ثم سار محمد بن القاسم من ارمائیل ومعہ جھم بن زحر الجعفی فقدم الدیبل یوم جمعۃ ووافتہ سفن کان حمل فیھا الرجال والسلاح

---

[1] Season dishes [2] یا ارمابیل۔ غالباً لس بیلہ میں اس کے کھنڈر موجود ہیں اور قنبل کے Kayrokot میں ؛

والاداة فخندق حين نزل الديبل وركزت الرماح على
الخندق ونشرت الاعلام وانزل الناس على راياتهم
وانصب منجنيقا تعرف بالعروس كان يمد فيها
خمسمائة رجل وكان بالديبل بُدعظيم عليه دَقل طويل
وعلى الدقل راية حمراء اذا هبت الريح اطافت بالمدينة وكانت
تدور والبُدّ فيما ذكروا منارة عظيمة يتخذ فى بناءلهم فيه
صنم لهم اواصنام يشهر بها وقد يكون الصنم فى داخل
المنارة ايضا وكل شيئ اعظموه من طريق العبادة فهوعندهم
بُد والصنم بد ايضاً ؞

وكانت كتب الحجاج ترد على محمّد وكتبُ محمّد ترد
عليه بصفة ماقبله واستطلاع راية فيما يعمل به فى كل
ثلثة ايّام فورد على محمدٍ من الحجاج كتاب ان انصب
العروس واقصر منها قائمة ولتكن ممّا يلى المشرق ثمّ
ادع صاحبها فمره ان يقصد برميته للدقل الذى
وصفت لى فرمى الدقل فكسر فاشتدّ طيرة الكفرَ من
ذلك، ثم ان محمدا ناهضهم وقد خرجوا اليه فهزمهم
حتى ردهم وامر بالسّلاليم فوضعت وصعد عليها
الرجال وكان اولهم صعوداً رجل من مراد من اهل

ك مندر۔ بُت ؞

الكوفة ففتحت عنوةً ومكث محمّد يقتل من فيها ثلثة ايام وهرب عامل داهر عنها وقتل سادنا بيت الِهتهم واختط محمد للمسلمين بها وبنى مسجدًا وانزلها اربعة الاف ؛

قال محمّد بن يحيىٰ فحدثنى منصور بن حاتم النحوى مولىٰ ال خالد بن اَسيد انه رأى الدقل الذى كان علىٰ منارة البُدّ مكسورًا وان عنبسة بن اسحاق الضبّى العامل كان علىٰ السند فى خلافة المعتصم باللّٰه هدم أعلىٰ تلك المنارة وجعل فيها سجنًا وابتدا فى مرمة المدينة بما نقص من حجارة تلك المنارة فعزل قبل استتمام ذٰلك وولى بعده هٰرون بن ابى خالد المروزى وقتل بها ؛

قالوا واتى محمدُ بن قاسم النيرون وكان اهلها بعثوا سُمنيّين منهم الىٰ الحجاج فصالحوه فاقاموا لمحمد العلوفة وادخلوهُ مدينتهم ووفوا بالصّلح[۱] وجعل محمد لايمرّ بمدينة الافتحها حتى عَبَر نهرًا دون مهران فاتاه سُمَنية سربيدس فصالحوه عن من خلفهُم ووظفَ عليهم الخراج وسار الىٰ سهبان[۲] ففتحها ثم سار الىٰ مهران

[۱] مال جس کی بناء پر صلح ہوئی کہ زر صلح ؛ [۲] سہوان

فنزل فی وسطه فبلغ ذلك داهر واستعد لمحاربته ؛
فبعث محمد بن القاسم محمد بن مصعب بن عبد الرحمٰن الثقفی الی سدوسان فی خیل وحمّازات فطلب اهلها الامان والصلح وسفر بینه وبینهم السمنیّة فامنهم ووظف علیهم خرجًا واخذ منهم رهنًا وانصرف الی محمد ومعه من الزط اربعة الآف فصاروا مع محمّد وولّی سدوسان رجلاً ؛
ثم ان محمّدًا احتال لعبور مهران حتی عبره ممّا یلی بلاد راسل ملك قصة من الهند علی جسر عقده وداهر مستخف به لاهٍ عنه ولقیه محمّد والمسلمون وهو علی فیل وحوله الفیلة ومعه التکاکرة فاقتتلوا قتالاً شدیدًا لم یُسمع بمثله وترجّل داهر وقاتل فقُتل عند المساء وانهزم المشرکون فقتلهم المسلمون کیف شأوا وکان الذی قتله فی روایة المدائنی رجلاً من بنی کلاب وقال ؛

الخَیلُ تَشهدُ یَومَ داهِر والقَنَا
وَمُحَمَّدُ بن القاسِمْ بن مُحَمَّدِ
أَنّی فَرَجتُ الجمعَ غیرَ مُعَرِّدِ
حتّی عَلَوتُ عَظیمَهُم بِمُهَنَّدِ
فتَرَکتُهُ تحتَ العَجاجِ مُجَدَّلا
مُتَعَفِّرَ الخَدّین غیرَ مُوَسَّدِ

لہ المعرد الفرس الجبین۔

فحدثنى منصور بن حاتم قال، داهر والذى قتله مصور ان ببروص وبديل بن طهفة مصور[1] بقند وقبره بالديبل وحدثنى على بن محمد المدائنى عن ابى محمد الهندى عن ابى الفرج قال لما قتل داهر غلب محمد بن القاسم على بلاد السند. وقال ابن الكلبى كان الذى قتل داهر القاسم بن ثعلبة بن عبد الله بن حصن الطائى،

قالوا وفتح محمد بن القاسم راور عنوة وكانت بها امراة الداهر فخافت ان توخذ فاحرقت نفسها وجواريها وجميع مالها۔

ثم اتى محمد ابن القاسم برهمنا باذ العتيقة وهى على راس فرسخين من المنصورة ولم تكن المنصورة يومئذ انما كان موضعها غيضة وكان قل داهر ببرهمنا باذ هذه فقاتلوه ففتحها محمد عنوةً وقتل بها ثمانية الاف وقيل ستة وعشرين الفا وخلف فيها عامله وهى اليوم خراب وسارا محمد يريد الرور وبغرور فتلقاه اهل ساوندرى فسالوه الامان فاعطاهم اياه واشترط عليهم ضيافة المسلمين ودلالتهم واهل ساوندرى اليوم مسلمون، ثم تقدم الى بسما فصالح اهلها على

---

[1] ظاہرا قصر قند مراد ہے ؛

مثل صلح ساوندرى،

وانتهى محمّد الى الرور وهى من مدائن السند وهى على جبل وحصرهم اشهرًا ففتحها صلحًا على ان لا يقتلهُم ولا يعرض لبدّ هم وقال ما البدّ الّا كنائس النصارىٰ واليهود وبيوت نيران المجوس ووضع عليهم الخراج بالرور وبنىٰ مسجدًا.

وسار محمّد الى السكة وهى مدينة دون بَيَاس ففتحها والسكة اليوم خراب.

ثم قطع نهر بَيَاس الملتان فقاتله اهل الملتان فابلى زائدة بن عُمَير الطّائىُ وانهزم المشركون فدخلوا المدينة وحصرهم محمّد ونفدت ازواد المسلمين فاكلوا الحُمُر ثمّ اتاهم رجل مستامن فدلهم على مدخل الماء الذى منه شربهم وهو ماء يجرى من نهرى لسمد فيصير فى مجتمع له البركة فى المدينة وهم لسمّونه التلاح نغوّره فلما عطشوا نزلوا على الحكم فقتل محمّد المقاتلة وسبى الذرية وسبى سدنة البدّ وهم ستة الاف واصابوا ذهبًا كثيرًا فجمعت تلك الاموال فى بيت يكون عشرة اذرع فى ثمانى اذرع يلقى ما اودعه فى كوة مفتوحة فى سطحه

فسميت الملتان فرج[1] بيت الذهب والفرج[2] الثغر۔

وكان بذا الملتان بدا تهدى اليه الاموال وينذر له النذور ويحج اليه السند فيطوفون به ويحلقون رؤسهم ولحاهم عنده ويزعمون ان صنما فيه هو ايوب النبي صلعم۔

قالوا ونظر الحجاج فاذا هو قد انفق على محمد بن القاسم ستين الف الف ووجد ما حمل اليه عشرين ومائة الف الف فقال شفينا غيظنا وادركنا ثارنا واز ددنا ستين الف الف درهم وراس داهر۔

ومات الحجاج فاتت محمدا وفاته فرجع عن الملتان الى الرور وبغرور وكان قد فتحها فاعطى الناس ووجه الى البيلمان جيشا فلم يقاتلوا واعطوا الطاعة وسالمه اهل سرست وهى مغزى اهل البصرة اليوم واهلها الميد الذين يقطعون فى البحر۔

ثم اتى محمد الكيرج فخرج اليه دوهر فقاتله فانهزم العدو وهرب دوهر ويقال قتل، ونزل اهل المدينة على حكم محمد فقتل وسبى قال الشاعر۔

نحن قتلنا داهرا ودوهرا   والخيل تردى منسرا فمنسرا

---

[1] دیکھو فہرست ابن ندیم (طبع یورپ) ج ۱ ص ۳۴۷۔ [2] بگمان الیٹ یہ تصحیف عادیۃ ہے اور بیرونی نے عادیۃ ہی لکھا ہے نیز دیکھو کننگھم کا جغرافیہ ہند قدیم (کلکتہ ۱۹۲۴ء) ص ۲۷۰ آدیۃ = آفتاب

(باب - ۳)

ومات الوليد بن عبد الملك وولی سليمان بن عبد الملك فاستعمل صالح بن عبد الرحمٰن على خراج العراق و ولّی يزيد بن ابی كبشة اسكسكیّ السند فحمل محمّد بن القاسم مقيداً مع معاوية بن المهلّب فقال محمّد متمثلا۔

أضاعوني وَایّ فتیً أضاعوا ... لِيومٍ كريهةٍ وسِدَادِ ثغرٍ

فبکی اهل الهند علیٰ محمّد وصوّروا با لكيرج فحبسه صالح بواسط فقال۔

فَلَئِن ثويتُ بواسطٍ وبارضها ... رهنَ الحديدُ مكبلاً مغلولا

فلربّ فتيةٍ فارسٍ قد رعتُها ... ولربّ قرنٍ قد تركت قتيلا

وقال:۔

لَوكُنتُ اَجمعتُ القرار لَوطئت

اُناثٌ اعِدّت لِلوغىٰ وذُكورُ

وَمَا دَخلت خيلُ السّكاسِك أرضَنا

وَلاكان مِن عَكٍّ عَلَيّ اميرُ

وَلاكُنتَ لِلعبدِ المزونی تَابِعاً

فَيالكَ دَهرٌ بالكرامِ عثورُ

فعذبه صالحٌ فی رجال من آل ابی عقيل حتی قتلهم

وكان الحجّاج قتل آدم اخا صالح وكان يرى راى الخوارج

وقال حمزة بن بيض الحنفي ۔

إنَّ المُروّةَ والسَّمَاحَةَ والنَّدَى
لِمُحَمَّدِ بْنِ القاسمِ بن مُحَمَّدِ

سَاسَ الْجيُوش لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّةٍ
يَا قُرْبَ ذٰلِكَ سُؤدُدًا مِنْ مَوْلِدِ

وقال آخر۔

سَاسَ الرِّجَالَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ حِجَّة
وَلِدَاتُهُ عَنْ ذٰلكَ فِيْ أشْغَالِ

ومات يزيد بن ابى كبشة بعد قدومه آرضَ السَّند بثمانية عشر يومًا واستعمل سليمان بن عبد الملك حبيب بن المهلّب على حرب السند فقدمها وقد رجع ملوك الهند الى ممالكهم فرجع جيشة بن داهر الى برهمنا باذ ونزل حبيب على شاطئ مهران فاعطاه اهل الرور الطاعة وحارب قومًا فظفر بهم، ثمّ مات سليمان بن عبد الملك وكانت خلافة عُمر بن عبد العزيز بعده فكتب الى الملوك يدعوهم الى الاسلام والطّاعة على ان يملّكهم ولهُم ما للمسلمين وعليهم ما عليهم وقد كانت بلغتهم سيرتُه وَمَذهَبهُ فاسلم جيشه والملوك وتسموا باسماء العرب، و

كان عمرو بن مسلم الباهلى عامل عمر ذلك الثغر فغزا بعض الهند فظفر ؛

وهرب بنو المهلّب الى السند فى ايام يزيد بن عبد الملك فوجّهُ اليهم هلال بن احوز التميمىّ فلقيهم فقتل مُدرك بن المهلب بقندابيل وقتل المفضّل وعبد الملك وزيادًا ومروان ومعاوية ابنى المهلب وقتل معاوية بن يزيد فى آخرين ۔

وولى الجنيد بن عبد الرحمٰن المرّى من قبل عمر بن هبيرة الفزارى ثغر السند ۔

ثُمّ ولاه اياه هشام بن عبد الملك فلمّا قدم خالد ابن عبد الله القسرىّ العراق كتب هشام الى الجنيد يامره بمكاتبته فاتى الجنيد الديبل ۔

ثُمّ نزل شط مهران فمنعه جيشه العبور وارسل اليه انى قد اسلمت وولانى الرّجل الصالح بلادى ولست امنك فاعطاه رهنا واخذ منهُ رهنا بما على بلاده من الخراج ثمّ انهُما ترادا الرهن وكفر جيشهُ وحارب وقيل انّه لم يحارب ولكن الجنيد تجنّى عليه فاتى الهند فجمع جموعًا واخذ اسفن واستعدّ للحرب فسار اليه الجنيد فى السفن فالتقوا فى لطيعة الشرقى فاخذ جيشه اسيرا وقد جُنِحَتْ سفينته

فقتله وهرب صصه بن داهر وهو يريد ان يمضى الى العراق
فيشكو غدر الجنيد فلم يزل الجنيد يونسه حتى وضع يده
فى يده فقتله۔

وغزا الجنيد الكيرج وكانوا قد نقضوا فاتخذ الكباش[1]
نطاحة فصك بها حائط المدينة حتى ثلمه ودخلها عنوة
فقتل وسبى وغنم ووجه العمال الى المرمد والمندل و
دهنج وبروص، وكان الجنيد يقول: القتل فى الجزع الاكبر
منه فى الصبر، ووجه الجنيد جيشا الى أزين[2] ووجه حبيب
بن مرة فى جيش الى ارض المالبة[3] فاغاروا على ازين وغزوا
بهريمه[4] نخر قواربضها وفتح الجنيد البيلمان والجُزر[5]
وحصل فى منزله سوى ما اعطى زوار لا اربعين الف
الف وحمل مثلها قال جرير:

اَصْبَحَ زَوّارُ الجنيد وَصَحْبُهُ   يُحَيّوْن صَلْتَ الْوَجْهِ جَمّا مَوَاهِبُهُ

وقال ابو الجُوَيْرِيَة:

لوكان يقعُدُ فوق الشمس مِن كَرَمٍ
قُومٌ بِاحْسَابِهِم اَو مَجْدِهِم قعدُوا

---

[1] Battaring-Rams

[2] اجين ۔ [3] مالوہ ۔ [4] ظاہر التصحیف بھین مال جو کوہ کے نواح گوجروں کا دارالسلطنت تھا
دیکھو انسائکلوپیڈیا آف اسلام ج ۲ ص۱۸۱ ۔ [5] گوجر۔

مُحَسَّدُوْنَ عَلیٰ مَا کَانَ مِنْ کَرَمٍ
لَا یَنْزِعِ اللّٰہُ مِنْہُم مَا لَہٗ حُسِدُوا

ثُمَّ ولِيَ بعد الجنيد تميم بن زيد القيني فضعف ووهن ومات قريباً من الديبل بماءٍ يقال له ماء الجواميس وانما سمّي ماء الجواميس لانهٗ يهرب بها اليه من ذباب زرق تكون بشاطئ مهران، وكان تميم من اسخياء العرب وجد في بيت المال بالسند ثمانية عشر الف الف درهم طاطرية[1] فاسرع فيها وكان قد شخص معه في الجند فتى من بني يربوع يقال له خنيس وأمّه من طيئ الى الهند فاتت الفرزدق فسالته ان يكتب الى تميم في اقفاله وعاذت بقبر غالب ابيه فكتب الفرزدق الى تميم۔

أتتني فعاذت يا تميم بغالبٍ
وبالحفرة السّافي عليها ترابها
فهب لي خنيساً واتخذ فيه منّةً
لحوبة امٍّ ما يسوغ شرابها
تميم بن زيد لا تكوننّ حاجتي
بظهرٍ ولا يخفى عليّ جوابها

---

[1] الطاطري درهم ونصف فضه خالص، ديكهو نقائض ج٣ دامانى ٩,٠٠٣٠ه ٥

فَلاَ تُكْثِرِ التَّرْدادَ فيها فَإِنَّنِي
مَلُولٌ لِحَاجَاتٍ بَطِيءٌ طِلاَبُهَا

فلم يبد وما اسم الفتى اهو جيش ام خنبس فامر ان يقفل كُلُّ من كان اسمه على مثل هذه الحروف وفي ايام تميم خرج المسلمون عن بلاد الهند ورفضوا مراكزهم فلم يعودوا اليها الى هذه الغاية

ثمّ ولى الحكم بن عوانة الكلبي وقد كفر اهل الهند الا اهل قصّة فلم ير للمسلمين ملجاء يلجون اليه فبنى من وراء البحيرة مما يلي الهند مدينة سمّاها المحفوظة وجعلها ماوى لهم ومعاذًا ومصرها وقال المشائخ كلب من اهل الشام ما ترون ان نسميها فقال بعضهم دمشق وقال بعضهم حمّص وقال رجل منهم سمها تدمر فقال دمر الله عليك يا احمق ولٰكنّي اسميها المحفوظة ونزلها۔

وكان عمرو بن محمّد بن القاسم مع الحكم وكان يفوّض اليه ويقلده جسيم اموره واعماله فاغزاه من المحفوظة فلما قدم عليه وقد ظفر امره فبنى دون البحيرة مدينة وسمّاها المنصورة فهى التى ينزلها العمّال اليوم، وتخلّص الحكم ما كان فى ايدي العدوّ مما غلبوا عليه ورضي الناس بولايته، وكان خالد القسري يقول واعجبا

وليت فتى العرب فرفض يعنى تميما و وليتُ ابخل الناس فرضى به، ثم قتل الحكم بها ثم كان العمال بعد يقاتلون العدو فياخذون ما استطف لهم ويفتحون الناحية قد نكث اهلها۔

(باب ۔۴)

فلمّا كان اول الدولة المباركة ولى ابومسلم عبد الرحمٰن ابن مسلم مُغلِساً العبدى ثغر السند واخذ على طخارستان وسار حتى وصار الى منصور بن جمهور الكلبى وهو بالسند فلقيه منصور فقتله وهزم جنده فلما بلغ ابا مسلم ذٰلك عقد لموسى بن كعب التميمى ثم وجهه الى السند فلمّا قدمها كان بينه وبين منصور بن جمهور مهران ثم التقيا فهزم منصوراً وجيشه وقتل منظوراً اخاه وخرج منصور مفلولاً هارباً حتى ورد الرمل فمات عطشاً و ولى موسىٰ السند فرم المنصورة وزاد فى مسجدها وغزا وافتتح۔

و ولى امير المومنين المنصورؒ هشام بن عمرو التغلبى السند ففتح ما استغلق، ووجه عمرو بن جمل فى بوارج الى نارند ووجهه الىٰ ناحية الهند فافتتح قشمير واصاب سبايا

ورقيقًا كثيرًا وفتح الملتان وكان بقندابيل متغلبة من العرب فاجلاهم عنها واتى القندهار فى السفن ففتحها وهدم البدّ وبنى موضعه مسجدًا فاخصبت البلاد فى ولايته فتبركوا به دوّخ الثغر واحكم اموره ؛

ثم ولى ثغر السند عمر بن حفص بن عثمان هزارمرد ثم داود بن يزيد بن حاتم وكان معه ابوالصمة المتغلب اليوم وهو مولى لكندة ـ

ولم يزل امر ذلك الثغر مُستقيمًا حتى وليه بشر بن داوٗد فى خلافة المامون فعصى وخالف فوجه اليه غسان بن عبّاد وهو رجل من اهل سواد الكوفة فخرج بشر اليه فى الامان وورد به مدينة السّلام وخلّف غسان على الثغر موسى بن يحيىٰ بن خالد بن برمك فقتل باله ملك الشرقى وقد بذل له خمس مائة الف درهم على ان يستبقيه وكان باله هذا التوىٰ على غسان وكتب اليه فى حضور عسكره فيمن حضره من الملوك فابىٰ ذلك ؛

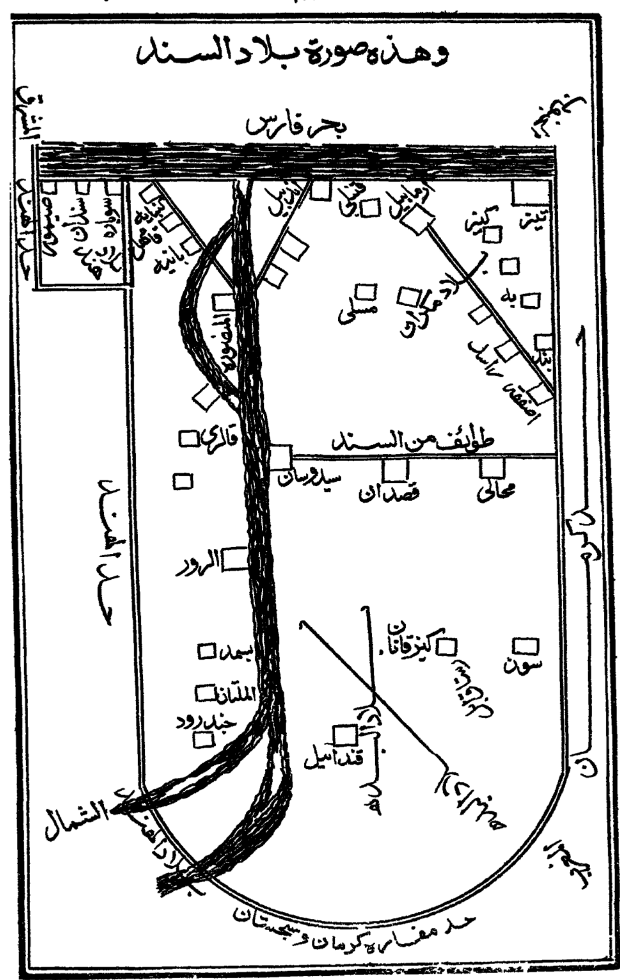
واثر موسىٰ اثرًا حسنًا ومات سنة ٢١ واستخلف ابنه عمران بن موسىٰ فكتب اليه امير المؤمنين المعتصم بالله بولاية الثغر فخرج الى القيقان وهم زط فقاتلهم فغلبهم وبنى مدينة سماها البيضاء واسكنها الجند ، ثم اتى

ثم اتى المنصورة وصار منها الى قندابيل وهى مدينة على جبل وفيها متغلب يقال له محمد بن خليل فقاتل له و فتحها وحمل رؤساءها الى قصدار ثم غزا الميد ارو قتل منهم ثلاثة الاف وسكر سكرًا يعرف بسكر الميد وعسكر عمران على نهر الرور ثم نادى بالزط الذين بحضرته فأتوه فختم ايديهم واخذ الجزية منهم وامرهم بان يكون مع كل رجل منهم اذا اعترض عليه كلب فبلغ الكلب خمسين درهمًا ثم غزا الميد ومعه وجوه الزط فحفر من البحر نهرا اجراهُ فى بطيحتهم حتى ملح ماءهم وشن الغارات عليهم ثم وقعت العصبية بين النزارية واليمانية فمال عمران الى اليمانية فسار اليه عمر بن عبد العزيز الهبارى فقتله وهو غار، وكان جدّ عمر هذا ممن قدم السند مع الحكم بن عوانة الكلبى *

وحدثنى منصور بن حاتم قال كان الفضل بن ماهان مولى بنى سامة فتح سندان وغلب عليها وبعث الى المامون بفيل ودعا له فى مسجد جامع اتخذه بها، فلما مات قام محمد بن الفضل بن ماهان مقامه فسار فى سبعين بارجة الى ميد الهند فقتل منهم خلقا وافتتح

مالى ورجع الى سنداان وقد غلب عليها اخ له يقال له
ماهان بن الفضل وكاتب اميرالمومنين المعتصم بالله
واهدى اليه ساجا لم يرمثله عظما وطولا وكانت
الهند فى امراخيه فمالوا عليه فقتلوه وصلبوه، ثم ان
الهند بعد غلبوا على سنداان فتركوا مسجدها للمسلمين
يجمعون فيه ويدعون للخليفة؛

وحدثنى ابوبكرمولى الكريزيين ان بلداً يدعى العُسَيفان
بين قشمير والملتان وكابل كان له ملك عاقل وكان اهل
ذلك البلد يعبدون صنما قد بنى عليه بيت ولبدوه فمرض
ابن الملك فدعى سدنة ذلك بيت فقال لهم ادعوا الصنم
ان يبرى ابنى فغابوا عنه ساعة ثم اتوه فقالوا قد
دعوناه وقد اجابنا الى ماسالناه فلم يلبث الغلام
ان مات فوثب الملك على البيت فهدمه وعلى الصنم فكسره
وعلى السدنة فقتلهم ثم دعا اقُوما من تجار المسلمين
فعرضوا عليه التوحيد فوحّد واسلم وكان ذلك فى خلافة
اميرالمومنين المعتصم بالله رحمه؛


وهذه صورة بلاد السند
بحر فارس
المنصورة
طوايف من السند
قاري
سيدوسان
قصدان
محالى
الرور
بسمد
الملتان
جندرود
قنداسيل
كيزقانان
سوى
مكران
مسلى
الشمال
حد مفازة كرمان وسجستان

من

وَفَيَاتُ الاعيان

وَ

انباء ابناء الزمان

للقاضى ابن خلكان

ترجمہ قاضی ابن خلکان

شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم الاربلی البرمکی الشافعی کی تاریخ ولادت ۶۰۸ھ ہے۔ وہ اربل کے مدرسہ مظفریہ میں پیدا ہوئے جہاں ان کا والد مدرس تھا۔ اربل عراق کا ایک شہر ہے۔ جو دجلہ کے مشرق میں موصل سے ۲۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان کی تعلیم پہلے اربل میں ہوئی پھر حلب میں جہاں ۶۲۶ سے انھوں نے الجوالیقی اور ابن شداد سے پڑھا۔

اس کے بعد وہ دمشق میں پڑھتے رہے ۶۳۶ھ میں وہ قاہرہ گئے اور کچھ عرصہ کے بعد نائب قاضی مقرر ہوئے۔ اور ۶۳۶ھ میں دمشق کے قاضی القضاۃ کا عہدہ ان کو دیا گیا جس پر وہ دس سال تک فائز رہے۔ مگر تین سال کے بعد مذاہب اربعہ میں سے صرف شافعیوں کی قضا ان کے حوالے رہی۔ اس کے بعد وہ قاہرہ واپس آئے۔ اور سات سال تک قاہرہ کے مدرسہ فخریہ میں مدرس رہ کر پھر دوبارہ قاضی القضاۃ دمشق مقرر ہوئے۔ ۶۸۰ یہ عہدہ ان کے ہاتھ سے پھر جاتا رہا اور رجب ۶۸۱ھ میں وہ دمشق میں فوت ہوئے۔ ۷۳ سال عمر پائی۔ ابن کثیر نے ان کی نسبت لکھا ہے۔ وکان لہٗ نظم حسن رائق ومحاضرتہٗ فی غایۃ الحسن ولہ التاریخ المفید الذی رسمہ بوفیات الاعیان من اکبر المصنفات: وفیات کے سوا اور کوئی کتاب ان کی تصنیف کی نہیں ہے۔ البتہ وفیات کے آخر میں ان کا ترجمہ جو نصر ہورینی نے دیا ہے اس میں ڈھائی تین صفحے ان کے اشعار کے ہیں۔

مصنف نے وفیات کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مجھ کو مشاہیر متقدمین کے حالات اور ان کے وفیات وموالید باعتبار زمانہ ان کی ترتیب کی تلاش رہتی تھی یہ مواد کچھ کتابوں سے ملا، کچھ علماء کی زبانی میں

پاس متفرق یادداشتوں کی صورت میں جمع ہوا۔ مگر آہستہ آہستہ ان یادداشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی کہ ترتیب کے بغیر ان میں کسی بات کا ڈھونڈھنا مشکل اور اس لئے ان کو ترتیب دینا ضروری ہوگیا۔ ترتیب حروفِ معجم کے اعتبار سے سہل معلوم ہوئی اس لئے یہی ترتیب اختیار کی گئی اور اس ترتیب کو پہلے دو حرفوں میں جاری کیا گیا صحابہ اور تابعینؒ میں سے بہت کم لئے گئے اور خلفاء کو بالکل چھوڑ دیا گیا اس لئے کہ ان کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی جاچکی ہیں معاصر فضلا کی ایک جماعت کا ذکر کیا گیا خواہ ان سے میری ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی میں نے کسی خاص جماعت مثلاً علما لوگ، امراء، وزرا، شعرا کو نہیں لیا بلکہ ہر قسم کے مشاہیر جن کا حال لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کا ذکر کتاب میں شامل کیا۔ خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور وفات اور مولد (اگر معلوم ہوسکا) اور نسب درج کیا گیا ہے اور جن الفاظ کی تصحیف کا خوف ہے ان کو مقید کیا گیا۔ تفنن طبع ناظرین کے لئے ہر شخص کے محاسن میں سے کوئی نہ کوئی مناسب بات بھی لکھدی گئی مثلاً کوئی مکرمت یا نادرہ شعر یا رسالہ غرض اس طریق سے باوجود مشاغل وموانع یہ کتاب ۶۵۴ھ میں قاہرہ میں مرتب ہوئی (ملخصا)۔

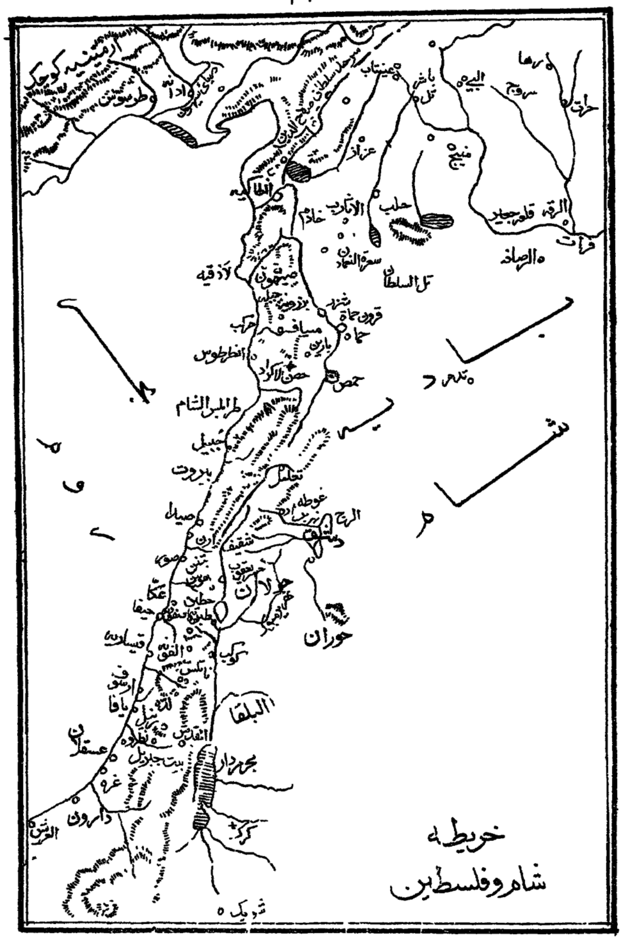
اس کے بعد کتاب کے آخر میں جو کچھ لکھا ہے اس کا حال حسب ذیل ہے۔

وفیات الاعیان ۶۷۲ھ میں قاہرہ میں ختم ہوئی۔ دیباچہ میں جو طریقہ درج ہوا اس کے مطابق یہ کتاب باوجود مصروفیت کے یحییٰ بن خالد بن برمک کے حال پر پہنچی مگر ۶۵۹ھ میں مجھے سلطان بیبرس کے ہمرکاب دمشق جانا پڑا۔ اور پورے دس سال وہاں ٹھیرا رہا۔ اس لئے اس نسخہ کو ختم کردیا گیا کہ مشاغل نے تکمیل کتاب کی مہلت نہ دی۔ بعد میں ایک جامع تر کتاب لکھی جائے گی۔ ۶۶۹ھ میں قاہرہ واپس آنے پر فرصت ملی۔ اور مطلوبہ کتابوں سے مزید مواد فراہم کرکے موجودہ صورت میں کتاب کو ختم کیا گیا۔ جس طرح کی جامع کتاب لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا اس کا اور وہ ابھی موجود ہے۔

افسوس کہ مصنف کا یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا۔

براکلمن نے لکھاہے کہ وفیات الاعیان شخصی حالات اور تاریخ ادب کے مطالعہ میں مدد دینے والی نہایت اہم کتابوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ جن کتابوں میں سے اس کا مواد اخذ کیا گیا تھا وہ اب اکثر و بیشتر ناپید ہیں مصنف کا خودنگاشتہ مسودہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ کتاب قاہرہ میں تین مرتبہ، طہران، اور جرمنی میں ایک ایک مرتبہ چھپی ہے۔ پیرس سے بھی ایک نامکمل ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ کتاب کا انگریزی میں مکمل ترجمہ موجود ہے۔ یہ ترجمہ دیسلان (DESLANE) نے کیا (آئندہ صفحوں میں انگریزی حروف میں جو حواشی درج ہیں وہ اسی انگریزی ترجمہ سے ماخوذ ہیں) ان تراجم کے علاوہ ترکی اور اردو میں بھی اس کتاب کا ترجمہ ہوچکا ہے۔ سلطان صلاح الدین کا حال جو یہاں درج کیا جاتا ہے، وفیات طبع مصر ۱۳۱۰ھ ج ۲ صـ ۳۷۶ بعد سے لیا گیا ہے۔ بعض عبارتیں اختصار کی غرض سے حذف کی گئی ہیں۔ اور حذف کی علامت دی گئی ہے اور ابواب وفصول کے عنوان وضاحت کی غرض سے بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اور ان کو خطوط وحدانی میں درج کیا گیا ہے۔ صلاح الدین تصنیف سٹینلی لین پول کے حوالے حواشی میں دئے گئے ہیں تاکہ طالب علم مزید اطلاع کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کرسکے۔ سلطان کی عظمت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے کتاب مذکور کے باب ۲۲ کے مطالعہ کی سفارش خصوصیت کے ساتھ کی جاتی ہے، اسی طرح کتاب مذکور میں سے ذیل کے نقشوں اور تصویروں کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ (۱) طبریہ اور عکا کے درمیان کا علاقہ صـ ۲۰۶ پر (۲) قبر سلطان صلاح الدین صـ ۳۶۸ پر۔ دونوں نقشے (اگلے صفحوں پر درج ہیں۔ وہ بھی اس کتاب سے ماخوذ ہیں۔

مصادر:۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۲ صـ ۳۹۶ (حوالے ان کتابوں کے جن میں ترجمہ ابن خلکان موجود ہے صـ ۳۹۷ پر دیئے گئے ہیں) وفیات الاعیان (طبع ۱۳۱۰ھ) جلد ۲ صـ ۴۱۲ ترجمہ وفیات از دیسلان جلد ۴ صـ ۱۵۳ تا ۱۹۱ (حیات ابن خلکان)


ارمینیہ کوچک
طرسوس
عینتاب
الرہا
البیرہ
سروج
حران
منبج
حلب
الرقہ
قلعہ جعبر
فرات
الرصافہ
انطاکیہ
لاذقیہ
صہیون
شیزر
حماة
بارین
انطرطوس
حصن الاکراد
حمص
طرابلس الشام
جبیل
بیروت
صیدا
دمشق
صور
عکا
حیفا
حوران
قیساریہ
یافا
عسقلان
غزہ
داروم
العریش
البلقا
القدس
بیت جبریل
کرک
شوبک
خریطہ
شام وفلسطین

قلعہ مقس
قاہرہ
قصر غربی
بین القصرین
قصر شرقی
رود نیل
الخلیج
برکۃ الفیل
خرابۂ القطائع
فصیل صلاح الدین
قلعہ صلاح الدین
مسجد ابن طولون
خرابۂ العسکر
خرابۂ الفساط
سیدہ نفیسہ
الروضہ
مسجد عمرو رض
القرافہ
برکۃ الحبش
مقیاس النیل
باب الیون
ضریح مبارک امام شافعی رح
جبل مقطم
پیمانہ یک میل
نصف
یک میل

خریطۂ قاہرہ بزمانِ سلطان صلاح الدین

(ماخوذ از صلاح الدین مصنفہ لین پول)

ابو المظفر یوسف
بن
شادی الملقب الملک الناصر صلاح الدین صاحب الدیار
المصریۃ والشامیۃ والعراقیۃ والیمنیۃ

۱- مقدمۃ

...اتفق اهل التاریخ علی ان اباہ واهلہ من دُوِینْ[1] (بضم الدال المهملۃ وکسر الواو وسکون الیاء المثناۃ من تحتها وبعدها نون) وهی بلدۃ فی آخر عمل اذربیجان من جهۃ اران وبلاد الکرج[2] وانهم اکراد روادیۃ (بفتح الراء والواو وبعد الالف دال مهملہ مکسورۃ ثم یاء مثناۃ من تحتها مشددۃ وبعدها هاء والرادیۃ بطن من الهذانیۃ (بفتح الهاء والذال المعجمۃ وبعد الالف

[1] یاقوت کے نزدیک یہ لفظ دَوِین ہے یہ شہر اسلامی عہد میں ارمینہ کا صدر مقام تھا، اس کو دیبل دوین یا توین بھی کہتے تھے۔ آج کل کے نقشوں میں اس کا محل وقوع ایروان کے جنوب میں دریائے ارس کے قریب دکھایا ہے (دیکھو لیسنڈر آف دی ایسٹرن کیلیفیٹ ص۱۸۲)

[2] The Georgians

نون مکسورة ثم یاء مشددة مثناة من تحتها وبعدها هاء) وهی قبیلة کبیرة من الاکراد، وقال لی رجل عارف بما یقول وهو من اهل دُوین ان علی باب دوین قریة یقال لها اَجْدَانقَان (بالفتح الهمزة وسکون الجیم وفتح الدال المهملة وبعد الالف نون مفتوحة وقاف وبعد الالف الثانیة نون اخری) وجمیع اهلها اکراد رَوادِیّة ومولد ایوب والد صلاح الدین بها، وشادی اخذ ولدیه منها اسد الدین شیرکوه ونجم الدین ایوب وخرج بهما الی بغداد ومن هناك نزلوا تَکرِیْتَ ومَات شادی بها وعلی قبره قبة داخل البلد،

ولقد تتبّعتُ نسبهم کثیرا فلم اجد احدًا ذکر بعد شادی ابا آخر حتی انی وقفت علی کتب کثیرة باوقاف واملاك باسم شیرکوه وایوب فلم ارفیها سوی "شیرکوه بن شادی" و"ایوب بن شادی" لاغیر وقال لی بعض کبراء بیتهم هو شادی بن مروان[1] وقد

---

[1] سہولت مراجعت کے لئے اس خاندان کے ان افراد کا شجرہ نسب ذیل میں درج کیا جاتا ہے جن کا ذکر اس ترجمہ میں آیا ہے۔

شادی بن مروان

- نجم الدین ایوب (م - ۵۷۲)
  - نور الدین شاهنشاه
    - عز الدین فرخ شاه
      - بهرام شاه
    - تقی الدین عمر
  - شمس الدین وزان شاه
  - صلاح الدین یوسف الناصر
    - الافضل علی
    - العزیز عثمان
    - الظاهر غازی
    - الظاهر الخضر
  - سیف الاسلام طغتکین
    - المعز اسمٰعیل
  - سیف الشام
  - سیف الدین ابوبکر العادل
- اسد الدین شیرکوه
  - ناصر الدین

ذکرتُ ذٰلك فی ترجمۃ ایوب وشیرکوہ، ....

ورأیت فی تاریخ الحلب الذی جمعہ القاضی.... ابن العدیم الحلبی بعدان ذکرا لاختلاف فی نسبھم فقال: وقد کان المعز اسمٰعیل بن سیف الاسلام بن ایوب ملك الیمن ادعی نسبا فی بنی امیۃ وادعی الخلافۃ، وسمعت شیخنا القاضی بہاءؒ الدین عرف بابن شداد یحکی عن السلطان صلاح الدین انہ انکر ذٰلك

لہ مصنف نے سلطان صلاح الدین کا ترجمہ بیشتر قاضی ابن شداد کی کتاب سے لیا ہے۔ اس لئے قاضی مذکور کا حال ذیل میں نسبتاً تفصیل سے دیا جاتا ہے۔

بہاء الدین ابوالمحاسن یوسف بن رافع الاسدی قاضی حلب المعروف بہ ابن شداد ۵۳۹ھ = ۱۱۴۵ء میں موصل میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں ان کا باپ فوت ہوگیا اور ان کے اخوال بنوشداد نے انکی تربیت کی، اس لئے ابن شداد کہلائے۔ موصل اور بغداد میں تعلیم پاکر ۵۶۹ھ سے اپنے وطن میں مشغول تدریس ہوئے ۵۸۳ھ = ۱۱۸۸ء میں انھوں نے حج کیا۔ واپسی میں دمشق گئے اور سلطان صلاح الدین سے ملاقات کی سلطان نے ان کو قدس شریف کے قاضی عسکر کا عہدہ دیا، سلطان کی وفات کے بعد وہ ۵۹۱ھ ۱۱۹۵ء میں حلب کو واپس لوٹے۔ اور ان کو وہاں کا قاضی مقرر کیا گیا۔ الظاہر اور العزیز کے عہد میں ان کے مال وجاہ میں بہت ترقی ہوئی اور انھوں نے متعدد مدارس اور اوقاف قائم کئے ان کی زندگی کے آخری سال عزلت میں گذرے اور وہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوئے قاضی مذکور ابن خلکان کے والد کے احباب اور خود ان کے اساتذہ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وقال لیس لهذا اصل اصلاً"

قلت

ذکر شیخنا الحافظ عزالدین[1] ابوالحسین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب التاریخ الکبیر فی تاریخه الصغیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یں سے تھے ابن خلکان نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے، قد کان شیخنا اخذنا عنہ کثیرًا وحصل الانتفاع بصحبۃ، قاضی ابن شداد کی اہم ترین تصنیف سیرۃ صلاح الدین بن ایوب ہے جو یورپ اور مصر میں شائع ہو چکی ہے اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی ۱۸۹۷ء میں چھپ چکا ہے (ماخوذ از دائرۃ المعارف الاسلامیہ ووفیات الاعیان ۲: ۳۵۳)

[1] عزالدین ابن الاثیر ۵۵۵ھ ۱۱۶۰ء جزیرۂ ابن عمر میں پیدا ہوئے اور ۶۳۰ھ ۱۲۳۴ء میں موصل میں فوت ہوئے، ان کی تعلیم موصل اور بغداد میں ہوئی اور انھوں نے شام میں سیاحت بھی کی، ان کے دو بھائی مجدالدین اور ضیاءالدین بھی انھی کی طرح نامور فضلاء اور اکابر علماء و مصنفین میں سے تھے اور وہ بھی انہی کی طرح ابن الاثیر کہلاتے تھے۔ عزالدین کی چار کتابوں نے بہت شہرت پائی۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) الکامل فی التاریخ:۔ یہ ۶۲۸ھ تک کے واقعات پر شامل ہے اور نہایت اہم اور قیمتی تاریخ ہے یورپ اور مصر میں چھپ چکی ہے

(۲) تاریخ دولۃ الاتابکیۃ:۔ یہ کتاب یورپ میں چھپ چکی ہے۔

(۳) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ (۴) اللباب:۔ سمعانی کی کتاب الانساب کی تلخیص ہے

(دائرۃ المعارف اسلامیہ)

الذی صنفہ للدولۃ الاتابکیۃ ملوک الموصل فی فصل یتعلق باسد الدین شیرکوہ ومسیرہ الی الدیار المصریۃ فقال :-
کانا اسد الدین شیرکوہ ونجم الدین ایوب (وھو الاکبر) ابنا شادی من بلد دوین واصلھما من الاکراد الروادیۃ، قدما العراق وخدما مجاھد الدین بھروز بن عبد اللہ الغیاثی شحنۃ العراق،

قلت

وھذا مجاھد الدین کان خادمًا رومیا ابیض اللون تولی شحنۃ بالعراق من جھۃ السلطان مسعود بن غیاث الدین محمد بن ملکشاہ سلجوقی[1] ..... وکان صاحب ھمۃ فی عمل المصالح الجلیلۃ وعمارۃ البلاد واسع الصدر والصبر فی البذل والانفاقات والمطاولۃ والمراجعۃ اذا امتنع علیہ الغرض وکانت تکریت اقطاعالہ وکان خادم السلطان محمد والد مسعود المذکور وبنی فی بغداد رباطا وقف علیہ وقفا جیدا ومات یوم الاربعاء الثالث والعشرین من رجب سنۃ اربعین وخمسمائۃ (۵۴۰)
قال شیخنا ابن الاثیر نرأی مجاھد الدین فی نجم الدین

---

[1] سلجوقان عراق میں سے تھا، ۵۲۷ھ سے ۵۴۷ھ تک فرمان روا رہا (انساب شاہان اسلام از لین پول ص۱۵۴)

ایوب عقلاو رأیا حسنا وحسن سیرة فجعله دزدار تکریت اذهی
له (قلت ... دزدار معناه حافظ القلعة وهو الوالی . . . .
فسار الیها ومعه اخوه اسد الدین شیرکوه فلما انهزم اتابك
الشهید عماد الدین زنکی بالعراق من قراجا (قلت وهی
وقعة مشهورة وخلاصتها ان مسعود بن محمد بن ملکشاه السلجوقی
..... وعماد الدین زنکی صاحب الموصل قصد احصار بغداد فی
ایام الامام المسترشد فارسل قراجا الساقی واسمه برس
صاحب بلاد فارس وخوزستان یستنجد به فاتاه وکبس عسکرهما
وانهزما بین یدیه وانکسرا وذکر فی تاریخ الدولة السلجوقیة انها
کانت فی شهر ربیع الآخر یوم الخمیس ثانی عشر الشهر المذکور من
سنة ست عشرین وخمسمائة علی تکریت ، وقال اسامة بن
منقد المقدم ذکره فی کتابه الذی ذکر فیها البلاد وملوکها الذین
کانوا فی زمانه انه حضر هذه الوقعة مع الزنکی فی لتاریخ المذکور
وذکر ذلك فی موضعین احدهما فی ترجمة اربل والثانی
فی ترجمة تکریت)،

رجعنا الی ماکنا فیه

فوصل زنکی الی تکریت فخدمه نجم الدین ایوب اقام
له السفن فعبر دجلة هناك وتبعه اصحابه دنا حسن

نجم الدین الیهم وسایرھم[1] وبلغ ذالك بھروز فسیر الیه وانکر
علیه وقال له کیف ظفرت بعدونا فاحسنت الیه واطلقته
ثم ان اسد الدین شیرکوه قتل انسانا بتکریت لکلام جری
بینهما فارسل مجاهد الدین الیهما فاخرجهما من تکریت
فقصدا عماد الدین زنکی (قلت: وکان اذ ذاك صاحب الموصل
قال:) فاحسن عماد الدین الیهما وعرف لهما
خدمتهما واقطع[2] لهما اقطاعا حسنا وصارا من جملة جنده
فلما فتح عماد الدین زنکی بعلبك جعل نجم الدین دزدارها
فلما قتل زنکی[3] ...... فحصره عسکر دمشق (قلت: وکان صاحب

---

[1] اتاهم بالمیرۃ،

[2] settled on them a large appanage

اقطع الامام فلانا البلد جعل له غلته رزقا،

[3] عماد الدین زنکی قلعہ جعبر کے محاصرہ کے اثنا میں اپنے خادم کے ہاتھوں ۵۴۱ھ میں قتل اور صفین میں دفن ہوا۔ (وفیات ج ۱ ص ۱۹۳) صلیبیوں کے خلاف اس نے بہت سے جنگ کئے۔ اور اس بارہ میں وہ صحیح طور پر سلطان صلاح الدین کا پیشرو تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی سلطنت جس میں عراق۔ موصل۔ سجار۔ جزیرہ۔ حران۔ حلب اور شام کے شہر شامل تھے اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی۔ نورالدین محمود بن زنگی (۵۴۱ھ تا ۵۶۹ھ) شام پر قابض ہوا اور سیف الدین غازی (۵۴۱ھ تا ۵۴۴ھ) موصل اور عراق پر۔

دمشق یومئذٍ مجیر الدین اَبَق[1] بن محمد بن بُوری بن اتابك ظهیر الدین طُغتِکین وهو الذی حاصره نور الدین محمود بن زنکی فی دمشق واخذها منه قال شیخنا ابن الاثیر) فارسل نجم الدین ایوب الیٰ سیف الدین غازی بن زنکی صاحب الموصل وقد قام بالملك بعد والده ینهی الیه الحال وَ یطلب منه عسکرا لیُرَحِّل[2] صاحبَ دمشق عنه وکان سیف الدین فی ذٰلك الوقت فی اول ملکه وهو مشغول باصلاح ملوك الاطراف المجاورین له یتفرّغ له و ضاق الأمر علی من فی بَعلَبَك من الحصار فلمّا رأی نجم الدین ایُوب الحالَ وخاف أن توخذ قهرا ارسل فی تسلیم القلعة وطلب اقطاعا ذَکَرَهُ فاُجیب الیٰ ذٰلك وحلف لهٗ صاحبُ دمشق علیه وسلّم لهُ القلعة ووفی له صاحب دمشق

---

[1] لین پول (محمدن ڈائنسیٹز ص۱۶۱) پر اس کو ابق بن محمد بن طغتکین لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ ابن خلکان نے ج ۱: ۹۶ و ج ۱: ۸۰ پر بھی ابق کا نسب تین کے مطابق دیا ہے۔ بظاہر لین پول کو مغالطہ ہوا ہے اور اس نے اسمٰعیل، محمود اور محمد کو ابنائی طغتکین سمجھ لیا ہے۔ بعض نے اس کا نام انر (Ōn ōr) لکھا ہے۔

[2] رَحَّلَه - اخرجه من بلده وازعجه واجدّه فی الرحیل

To drive away.

بمَا حلف عليه من الاقطاع والتقدم وصار عنده من آكبر الامراء واتصل اخوه اسد الدين شيركوه بالخدمة النّورية بعد قتل ابيه زنكى (قلت: هو نور الدين محمود بن زنكى صاحب حلب) وكان يخدمه فى ايام والده فقربه نور الدين واقْطَعَه وكان يرى منه فى الحروب آثارا يَعْجَزُ عنها غيرُهُ لشجاعته وجرأته فصارت له حِمْص والرَّحْبَة وَغيرهُمَا وجعله مقدّمَ عسكرِهِ¹

قلتُ

ثمّ خرج شيخنا ابن الاثير بعد هذا الى حديث سفر اسد الدين الى الديار المصرية وما تجدّد لهم هنالك وليس هذا موضع هذا الفصل بل نتمّ حديث صلاح الدين صاحب هذه الترجمة من مبدأ امره حتى نصير الى آخرهِ ان شاء الله تعالىٰ ويندرج فيه حديث المملكة وما صار حالهم اليه . . . .

---

¹ commander of his army.

(الباب الاوّل صلاح الدّين في مصر ۵۳۲ھ الیٰ ۵۶۹ھ)

(۱)

(مولده ومنشأه وعنفوان شبابه ۵۳۲ھ ۵۵۹ھ)

قلتُ، اتفق ارباب التواريخ انّ صلاح الدين مولده سنة ثنتين وثلاثين وخمسمائة (۵۳۲ھ) بقلعة تكريت لمّا كان ابوه وعمّه بهاء والظاهر انهم ما اقاموا بها بعد ولادة صلاح الدين الامدة يسيرة لانه قد سبق القولُ انّ نجم الدّين واسد الدين لمّا خرجا من تكريت كما شرحناه وصلا الیٰ عماد الدين زنكي فاكرمهما واقبل عليهمَا ثُمّ ان عماد الدّين زنكي قصد حصار دمشق فلم تحصل لهُ فرجعَ الیٰ بعلبكّ فحاصرهَا اشهرًا وملكها فی رابع عشر صفر سنة اربع وثلاثين وخمسمائة (۵۳۴ھ) كمَا ذكر اسامة بن منقذ المقدّم ذكره فی كتابه الذی ذكرفيه البلاد وملوكها، وذكر.... ابنُ القلانسيِ[1] الدمشقی فے

[1] ابو يعلیٰ حمزة من اسد التميمی المعروف بابن القلانسی مشہور مورخ دمشق کے ایک نامور خاندان سے تھا

(بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

تاریخه..... ان عماد الدین حاصر بعلبك یوم الخمیس العشرین
من ذی الحجه سنة اثنتین وثلاثین (۵۳۲) ثم ذکر فی
مستهل سنة اربع وثلاثین وخمسمائه (۵۳۴) ورود الخبر
بفراغ عماد الدین من ترتیب بعلبك وقلعتها وترمیم ما
تشعث منها، والله اعلم واذا کان کذالك فیکونون قد
خرجوا من تکریت فی بقیه سنة اثنتین وثلاثین (۵۳۲)
التی ولد فیها صلاح الدین او فی سنة ثلاث وثلاثین (۵۳۳)
لانهما اقاما عند عماد الدین بالموصل، ثم لما حاصر دمشق
وبعدها بعلبك واخذها رتب فیها نجم الدین ایوب
وذلك فی اوائل سنة اربع وثلاثین (۵۳۴) کما شرحته
فیتعین ان یکون خروجهم من تکریت فی المدة المذکورة
تقریبًا والله اعلم۔

قلت

مجھ سے بیان کیا۔
ثم اخبرنی بعض اهل بیتهم وقد سألته: هل تعرف
متی خرجوا من تکریت؟ فقال: سمعت جماعةً من اهلنا

(بقیہ صفحہ سابقہ) دمشق میں ہی ۵۵۴ھ = ۱۱۶۰ء میں فوت ہوا۔ اس نے۔ ھلال الصابئ
کی تاریخ کا (جو حوادث ۴۴۸ھ پر ختم ہوتی ہے۔ [illegible]) ذکر کیا ہے۔ آکسفورڈ میں اس کا ناقص
الاول نسخہ موجود ہے۔ جو چھپ چکا ہے۔

يقولون انهم خرجوا منها فى الليلة التى ولد فيها صلاح الدين فتشاءموا به وتطيروا منه فقال بعضهم لعل فيه الخيرة و ما تعلمون، فكان كما قال والله اعلم۔

ولم يزل صلاح الدين تحت كنف ابيه حتى ترعرع ولما ملك نور الدين محمود بن عماد الدين زنكى دمشق فى التاريخ المذكور فى ترجمته لازم نجم الدين ايوب خدمته وكذلك ولده صلاح الدين وكانت مخايل السعادة عليه لائحة والنجابة تقدمه من حالة الى حالة ونور الدين يرى له ويؤثره ومنه تعلم صلاح الدين طرائق الخير و فعل المعروف والاجتهاد فى امور الجهاد حتى تجهز للمسير مع عمه شيركوه الى الديار المصرية كما سنشرحه انشاء الله تعالىٰ۔ 11/12/55

(۲- فتح مصر ۵۵۹-۵۶۴)

ووجدت فى بعض تواريخ المصريين ان شاور المقدم

ك يعنى ۵۴۹ھ دیکھو وفیات ۲: ۸۷

ك شاور کے ترجمہ کے لئے دیکھو وفیات ج ۱: ۲۲۰ وابن ابی ذئیب عبد اللہ والد حلیمہ موضع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھا۔

ذکرہ هرب من الدیار المصریة من الملك المنصور ابی الاشبال ضرغام بن عامر بن سوار الملقب فارس المسلمین اللخمی المنذری لما استوالی علی الدیار المصریة وقهرہ واخذ مکانه فی الوزارۃ لعادتهم فی ذلك وقتل ولدہ الاکبر طی ابن شاور فتوجه شاور الی الشام مستغیثا بالملك العادل نور الدین ابی القاسم محمود بن زنکی وذلك فی شهر رمضان سنة ثمان وخمسین وخمسمائة (۵۵۸) ودخل دمشق فی الثالث والعشرین من ذی القعدۃ من السنة فوجه معه نور الدین الامیر اسد الدین شیرکوہ بن شادی فی جماعة من عسکرہ کان صلاح الدین فی جملتهم فی خدمة عمه وهو کارہ للسفر معهم، وکان النور الدین

۱؎ ضرغام کا کچھ حال قاضی ابن خلکان نے شاور ہی کے ترجمہ میں دیا ہے نیز دیکھو صلاح الدین ص ۸۲

۲؎ حقیقت یہ ہے کہ نور الدین کے شام پر متسلط ہو جانے کے بعد اس میں اور فرنجیوں میں جو یروشلم پر قابض تھے۔ عناد قائم ہو گیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ دوسرے کو مصر پر قابض نہ ہونے دے۔ بلکہ خود قابض ہو۔ شاور کے آنے سے نور الدین کو نہایت عمدہ موقع مصر کے معاملات میں دخل دینے کا ملا۔ اس وقت یروشلم میں فرنجیوں کا بادشاہ تھا۔ (دیکھو صلاح الدین مصنفہ لین پول ص ۸۲ ببعد

فی ارسال هذا الجیش غرضان احدهما قضاء حق شاور لکونه قصده ودخل علیه مستصرخا والثانی انه اراد استعلام احوال مصر فانه کان یبلغه انها ضعیفة فی جهة الجند واحوالها فی غایة الاختلال فقصد الکشف عن حقیقة ذلك وکان کثیر الاعتماد علی شیرکوه لشجاعة ومعرفته وامانته فانتدبه لذلك وجعل اسد الدین شیرکوه ابن اخیه صلاح الدین مقدم عسکره وشاور معهم، فخرجوا من دمشق فی جمادی الاولی سنة تسع وخمسین (۵۵۹) فدخلوا مصر واستولوا علی الامر فی رجب من السنة ولما وصل اسد الدین شیرکوه وشاور الی الدیار المصریة واستولوا علیها وقتلوا الضرغام وحصل لشاور مقصوده وعاد الی منصبه وتمهدت قواعده واستمرت اموره غدر باسد الدین شیرکوه واستنجد بالفرنج وحصروه فی بلبیس[1]

---

[1] بکسر البائین کذا ضبط نصر الاسکندریة قال والعامة تقول بِلْبَیْس مدینة بینها وبین فسطاط عشرة فراسخ علی طریق الشام (معجم البلدان) فرنج سے مراد (Amalric) بادشاہ قدس اور اس کی فوج ہے۔ انھوں نے بلبیس کا محاصرہ تین مہینے تک جاری رکھا مگر نور الدین نے فلسطین میں ان کے خلاف جنگ شروع کر دی اس لئے مجبوراً Amalric کو صلح کر کے واپس جانا پڑا (صلاح الدین ص۸۳)

وكان اسد الدين قد شاهد البلاد وعرف احوالها وانها مملكة بغير رجال تمشى الامور فيها بمجرد الايهام والمحال فطمع فيها وعاد الى الشام فى الرابع والعشرين من ذى الحجة سنة تسع وخمسين (۵۵۹)

واقام اسد الدين بالشام مدة مفكرا فى تدبير عوده الى مصر محدثا نفسه بالملك لها مقررا قواعد ذلك مع نور الدين الى سنة اثنتين وستين وخمسمائه (۵۶۲)۔ وبلغ شاور حديثه وطمعه فى البلاد فخاف عليها وعلم أن اسد الدين لابد له من قصدها فكاتب الفرنج وقرر معهم انهم يجيئون الى البلاد ويمكنهم منها تمكينا كليا ليعينوه على استيصال اعدائه وبلغ نور الدين واسد الدين مكاتبة شاور للفرنج وما تقرر بينهم فخافا على الديار المصرية ان يملكوها ويملكوا بطريقها جميع البلاد فتجهز اسد الدين وانفذ نور الدين معه العساكر وصلاح الدين فى خدمة عمه شيركوه وكان توجههم من الشام فى شهر ربيع الاول سنة اثنتين وستين وخمسمائة (۵۶۲) وكان وصول اسد الدين الى البلاد مقارنا بوصول الفرنج [1] اليها

give Them a Solid footing in it

[1] یہ وہی یروشلم کے فرنج ہیں جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان واقعات کے لیے دیکھو صلاح الدین ص ۲۰ بعد۔

واتفق شاور والمصريون باسرهم والفرنج على[1] اسد الدين
وجرت حروب كثيرة ووقعات شديدة وانفصل الفرنج عن البلاد
وانفصل اسد الدين راجعا الى الشام،

وكان سبب عود الفرنج أنّ نور الدين جرّد العساكر الى بلادهم
واخذ المنيطرة[2] منهم في رجب من هذه السنة وعلم
الفرنج ذلك فخافوا على بلادهم فعادوا اليها وكان
سبب عود اسد الدين الى الشام ضعف عسكره
بسبب مواقعة الفرنج والمصريين وما عاينوه من الشدائد
وعانوه من الاهوال وما عاد حتى صالح الفرنج على ان ينصرفوا
كلهم عن مصر وعاد الى الشام في بقية السنة وقد انضاف
الى قوة الطمع في الديار المصرية شدة الخوف عليها من الفرنج
لعلمه بانهم قد كشفوها كما قد كشفها وعرفوها كما عرفها
فاقام بالشام على مضض وقلبه قلق والقضاء يقوده الى
شئ قدر لغيره وهو لا يشعر بذلك وكان وعوده في
ذي القعدة من السنة المذكورة الى الشام، وقيل انه
عاد في ثامن عشر شوال من السنة، والله اعلم،
ورايت في بعض المسودات بخطي ولا اعلم من اين

---

[1] يعني خلاف اسد الدين۔ [2] حصن بالشام قريبا من طرابلس (معجم البلدان)
يہ قلعہ کوہ لبنان کی ایک چوٹی پر واقع تھا۔

نقلته أنّ اسد الدين لمّا طمع فی الديار المصرية توجه اليها فی
سنة اثنتين وستين (٥٦٢) وسلك طريق وادی الغزلان وخرج
عند اطفيح[1] فكانت فيها وقعة البابين[2] عند الاشمونين وتوجه
صلاح الدين الی الاسكندرية فاحتمی[3] بها وحاصره شاور
فی جمادی الاخرة من السنة (٥٦٢) ثم عاد اسد الدين من
جهة الصعيد الی بلبيس وتم الصلح[4] بينه وبين المصريين
وسيروا له صلاح الدين فساروا الی الشام.

ثم ان اسد الدين عاد الی مصر مرة ثالثة قال شيخنا ابن
شداد، وكان سبب ذلك ان الفرنج جمعوا فارسهم وراجلهم
وخرجوا يريدون الديار المصرية ناكثين الجميع ما استقر مع
المصريين واسد الدين طمعاً فی البلاد[٥٦٤/١٦/١١] فلمّا بلغ ذلك

---

[1] بلد بالصعيد الادنی من ارض مصر علی شاطی النيل فی شرقيه (معجم البلدان)
يہ مقام قاہرہ کے جنوب میں چالیس میل پر ہے۔

[2] اس جنگ کا مفصل حال لین پول نے دیا ہے، دیکھو صلاح الدین ص ۸۹ بعد اس میں مصریوں
اور فرنجیوں کو شکست ہوئی، مگر چونکہ شیرکوہ کی فوج قاہرہ کے جانب بڑھنے کے لئے کافی قوت نہ رکھتی
تھی۔ وہ بادیہ کے رستے شمال کو روانہ ہوئی اور اسکندریہ پہنچی۔

[3] Fortified Himself

[4] شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ شیرکوہ اور فرنج مصر چھوڑ دیں، اور بقول عرب مورخوں کے ۵۰ ہزار
دینار شاہ یروشلم نے شیرکوہ کو دے (صلاح الدین ص ۹۰ ببعد)

اسد الدین و نور الدین لم یسعهما الصبر دون ان سارعا الی قصد البلاد و اما نور الدین فبالمال و الرجال و لم یمکنه المسیر بنفسه خوفاً علی البلاد من الفرنج ولانه کان حدث له نظر الی جانب الموصل بسبب وفاة علی بن بکتکین،

(قلت: هو زین الدین والد السلطان مظفر الدین کوکبوری صاحب اربل قال) فانه توفی ذی الحجة سنة ثلاث و ستین وخمسمائة (۵۶۳) وسلم ما کان فی یده من الحصون بقطب الدین اتابك ماعدی اربل فانها کانت

لہ دیکھو وفیات ج ۱ ص ۴۳۵، هو اسم ترکی معناه بالعربی ذئب ازرق. علی کو عماد الدین زنگی نے ۵۴۴ میں حاکم موصل مقرر کیا۔ علی کے مرنے کے بعد اربل کی حکومت اس کے چھوٹے لڑکے نے سنبھالی اور کوکبوری حران کو بھاگ گیا۔ ۵۸۶ میں صلاح الدین نے کوکبوری کو اربل اور شہر زور کی حکومت سپرد کی وہ ۶۳۰ھ میں فوت ہوا۔

لہ قطب الدین مودود بن زنگی کا حال وفیات ج ۲ ص ۱۲۹ پر دیا ہے وہ اتابکان موصل سے تھا اور اپنے بھائی سیف الدین غازی اول کے بعد ۵۴۴ھ ۱۱۴۹ء میں تخت نشین ہوا۔ اور ۵۶۵ھ میں فوت ہوا۔ ان اتابکوں کا شجرۂ نسب یہ ہے:-

(۱) عماد الدین زنگی بن آقسنقر

- (۱) نور الدین محمود
- (۲) سیف الدین غازی اول
- (۳) قطب الدین مودود
  - (۴) سیف الدین غازی دوم
  - (۵) عز الدین مسعود

اتابکان شام (۲) ملک صالح اسمٰعیل

اتابکان موصل

له من اتابك زنكى، واما اسد الدين فسار بنفسه وماله واخوته واهله ورجله، ولقد قال لى السلطان صلاح الدين قدس الله روحه: كنت اكره الناس للخروج فى هذه الوقعة وما خرجت مع عمى باختيارى وهذا معنى قوله تعالى: وَعَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ.

وكان شاور لما احس بخروج الفرنج الى مصر على تلك القاعدة سيّر الى اسد الدين شيركوه يستصرخه ويستنجده فخرج مُسْرِعًا وكان وُصولُه الى مصر فى شهر ربيع الاول سنة اربع وستين وخمسمائة (٥٦٤) ولمّا علم الفرنج بوصول اسد الدين الى مصر على اتّفاق بينه وبين اهلها رحلوا راجعين على اعقابهم ناكصين واقام اسد الدين بها يتردد اليه شاور فى الاحيان وكان وعدهم بمال فى مقابلة ماخسروه من النفقة فلم يوصل اليهم شيئًا وعَلِقَتْ مخالب اسد الدين فى البلاد وعلم انه متى وجد الفرنج فرصة اخذوا البلاد وانّ شاور يلعب به تارة وبالفرنج اخرى وملاكها فقد كانوا على البدعة المشهورة وتحقق اسد الدين انه لا سبيل لاستيلائه على البلاد مع بقاء شاور فاجمع رائه على القبض عليه اذا خرج اليه.

وكان الامراء الواصلون[1] مع اسد الدين يترددون الى خدمة شاور وهو يخرج فى بعض الاحيان الى اسد الدين يجتمع به و كان يركب على عادة وزرائهم بالطَّبل والبوق والعلم فلم يتجاسر على قبضه احدٌ من الجماعة الا السلطان[2] بنفسه، و ذلك انه لما سار اليه تلقاه وراكبا سار الى جنبه واخذ بتلابيبه[3] وامرَ العسكر بان يقصد واصحابه ففروا ونهبهم العسكر فانزل شاور الى خيمةٍ مُفردة وفى الحال ورد توقيعٌ على يد خادمٍ خاصٍ من جهة المصريين يقول لابُدّ من راسه جريا على عادتهم فى وزرائهم فحُزّ راسُه وارسل اليهم. وسيّروا الى اسد الدين خلع[4] الوزارة فلبسها وسار ودخل القصر ورتّب وزيرا، وذلك فى سابع عشر ربيع الاول سنة اربع وستين وخمسمائة (٥٦٤)

ودام آمِرًا وناهيًا والسلطان صلاح الدين رحمه الله تعالى يباشر الامور مقرّرا لها لمكان كفايته ودرايته و حسن رايه وسياسته الى الثانى والعشرين من جمادى الآخرة من السنة المذكورة (٥٦٤) فمات اسد الدين 19/12/53

---

[1] those who had accompanied him

[2] يعنى صلاح الدين، [3] تلابيب جمع تلبيب: موضع اللَّبَب من الثياب ويعرف بالطوق

[4] The robes of the vizirship, [5] a note [6] collar

قلت

وقد تقدم حديث اسد الدين وصورة موته فلاحاجة
الى شرحه ههنا وكذلك وفاة شاور وهذا كله نقلته من
كلام شيخنا ابن شداد فى سيرة صلاح الدين للتى اتيت
منه بالمقصود وحذفت الباقى،

ورأيت بخطى فى جملة مسودّ اتى ان اسد الدين دخل
القاهرة يوم الاربعاء سابع عشر ربيع الاخر من سنة اربع
وستين وخمسمائة (٥٦٤) وخرج اليه العاضد العبيدى اخر
ملوك مصر، وتلقاه وحضر يوم الجمعة التاسع عشر من الشهر الى
الايوان وجلس الى جانب العاضد وخلع عليه واظهر له شاور
ودّا كثيرا فطلب اسد الدين منه مالا ينفقه فى عسكره
فدافعه، فارسل اليه ان الجند تغيرت قلوبهم عليه
بسبب عدم النفقة فاذا خرجت فكن على حذر
منهم، فلم يكترث شاور بكلامه وعزم على ان يعمل
دعوة يستدعى اليها اسد الدين والعساكر الشامية،
ويقبض عليهم فاحسّ اسد الدين بذلك فاتفق صلاح
الدين وعز الدين جورديك النورى وتدبّرهما على قتل
شاور واعلموا اسد الدين فنهاهم عنه وخرج
شاور الى اسد الدين وكانت خيامهم على شاطئ النيل

بالمقس[۱] فلم يجده فی خیمته وکان قد راح الی زیارة قبر[۲] الامام الشافعی رضی الله عنه بالقرافة فقال شاور نمضی الیه فالتقوه فساروا جمیعا فالتقفه صلاح الدین وجردیك فانزلاه عن فرسه وکتفوه نهرب اصحابه فاخذوه اسیرا ولم یمکنهم قتله بغیر اذن وجعلوه فی خیمة ورسموا

---

[۱] کان فی القدیم یقعد عندها العامل المکس فقلب وسمی المقس وهو بین یدی القاهرة علی النیل وکان قبل الاسلام تسمی ام دنین وکان فیه حصن ومدینة قبل بناء الفسطاط وحاصرها عمرو بن العاصی وافتتحها فی سنة ۲۰ للهجرة (معجم)

[۲] یعقوب نے معجم الادبا ج۲ ص۳۹۳ کتاب خطط مصر للقضاعی المصری سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی کی قبر خندق کے مغرب کی طرف مقابر قریش میں ہے "وقبرہ مشهور هناك مجمع علی صحته بنقل الخلف عن السلف فی کل عصر الی وقتنا هذا" خطة بالفسطاط من مصر کانت لبنی غصن . من المعافر وقرافة بطن من المعافر نزلوها فسمیت بهم وهی الیوم مقبرة اهل مصر وبها ابنیة جلیلة و محال واسعة وسوق قائمة ومشاهد للصالحین وترب الاکابر مثل ابن طولون والمادرائی یدل علی عظمة وجلال وبها قبر الامام ابی عبد الله محمد بن ادریس الشافعی فی مدرسة للفقهاء والشافعیة وهی من نزه اهل القاهرة ومصر ومتفرجاتهم فی ایام المواسم (معجم البلدان)

عَليه جماعةً فارسل العاضد بامرهم بقتله فقتلوه وسيّروا راسه على رمح الى العاضد وذلك يوم السّبت لسبع عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاخر من السنة المذكورة،

وقيل انّ اسد الدين لم يحضر ذلك بل لمّا قصد شاور جهة اسد الدين لقيه صلاح الدين وجورديك ومعهما بعض العسكر فسلّم بعضهم على بعض وساروا ثم فعلا به هذه الفعلة[1] والله اعلم،

20/12/55

ثم ان العاضد استدعى اسد الدين عقيب قتل شاور وكان في الخيم فدخل القاهرة فرأى جمعاً كثيراً من العامة فخافهم فقال لهم: انّ مولانا العاضد امركم بنهب دار شاور فتفرّقوا ومضوا لنهبها ودخل على العاضد فتلقاه وافاض عليه خلع الوزارة ولقبه "الملك المنصور امير الجيوش" ثم انه مات يوم الاحد لثلاث بقين من جمادى الاخرة من السنة المذكورة بعلّة الخوانيق وقيل انه سُمّ في حلل الوزارة لمّا خلع عليه. وكانت وفاته بالقاهرة ودفن بدار الوزارة ثم نقل الى المدينة النبوية على ساكنها افضل الصّلوة والسّلام [illegible] وزارته شهرين وخمسة ايام وقيل

---

[1] The deed واقعة

[2] Quinsy Diptheria

انّ اسد الدین دخل علیٰ العاضد یوم الاثنین التاسع عشر من شھور بیع الاخر من السنة المذکورة واللہ اعلم۔

(۳۔ صلاح الدّین وزیر مصر

۵۶۴-۵۶۷

ذکر المؤرخون انّ اسد الدین لمّا مات استقرّت الأمور بعدہ للسلطان صلاح الدین یوسف بن ایّوب بمصر و تمہدت القواعد ومشی الحالُ علیٰ احسن الاوضاع وبذل الاموالَ و مَلكَ قلوب الرجال وھانت عندہ الدنیا فملکھا و شکرَ نعمة اللہ تعالیٰ علیه فتاب عن الخمر واَعرَضَ عن اسباب اللّھو وتقمّصَ بقمیص الجِدّ والاجتھاد ومَا زال علیٰ قدم الخیر وفعلِ مَا یقربُه الی اللہ تعالی ان مات،

قال شیخنا ابن شدّاد: سمعتُه یقول رحمه اللہ تعالیٰ" لمّا یسرّ اللہ تعالیٰ لی الدیار المصریة علمتُ انّه ارادہ فتحَ السّاحل[1] لانّه اوقع ذلك فی نفسی ومن حین استتب له الامُر ما زال یُشّنُ[2] الغاراتِ علےٰ الفرنج الی

[1] فلسطین اور ساحل مشرقی بحر روم ہے جس پر قریبًا پون صدی سے فرنج کا قبضہ تھا،

[2] (Nevereeased) To Launch Plundring Parties

الكَرَكُ[1] والشَّوبَكُ[2] وغيرهمَا من البلاد وغُشِي الناس من سحائب

[1] کرك كلمة عجميه اسم لقلعة حصينه جدا فى طرف الشام من نواحى البلقاء فى جبالها بين ايلة وبحر القلزم وبيت المقدس وهى على سن جبل عال تحيط بها اودية الا من جهة الربض، معجم البلدان ۲۶۲) لین پول نے صلاح الدین ص۲۳-۱۲۲ پر اس قلعہ کا مفصل حال دیا ہے اس کا محل وقوع الشوبک (Mont Real) کے شمال اور بحیرۂ مردار کے جنوبی سرے کے قریب تھا، شام سے مصر کو قافلے جس راہ سے جاتے تھے کرک اس راہ پر واقع تھا، اس کو شام کی کنجی کہنا چاہیے جبل سیر (Seir) کی ایک بلند چوٹی پر یہ قلعہ پائن ساقی شاہ فلک (Payen King Fulk's Capbearer) نے ایک قدیم رومی قلعہ کی بناؤں پر دوبارہ آباد کیا تھا عرب اس کو حصن الغراب کہتے تھے اس کی بلندی سطح سمندر سے قریبا ۳ ہزار فٹ تھی اور اس کے دامن میں ایک شاداب وادی تھی۔ جس میں پھل افراط سے پیدا ہوتے تھے اس کے محل وقوع اور مضبوطی کی وجہ سے اس قلعہ کو جس کے برج آج بھی موجود ہیں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ ایک گہری خندق اس قلعہ کو شہر سے جدا کرتی تھی اور خود شہر کو قلعہ بند کیا گیا تھا شہر سے قلعہ کو جانے کا راستہ دو ڈھلواں اور تنگ سرنگوں کے اندر سے ہو کر گیا تھا، قلعہ کے مشرقی جانب ایک عمودی چٹان تھی قلعہ میں پانی اور سامان رسد کی افراط تھی، اس قلعہ نے کئی محاصرے دیکھے تھے۔

[2] معجم البلدان (۳۰۲۲۲۳) میں ہے کہ شوبك اطراف شام میں ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جو عمان ایلہ اور قُلزم کے درمیان اور کرك کے قریب واقع ہے، ۵۰۹ھ ۱۱۱۵ء بلدوین (Baldwin) شاہ یروشلم وادی موسی کے قریب ایک قدیم قلعہ کے خراب پر دوبارہ آباد کیا اور اپنی فوج اس میں بٹھا دی جس سے مصر اور شام کے درمیان خشکی کا راستہ بند ہو گیا، بقول لین پول (صلاح الدین ص۱۲ بعد) اس قلعہ کی چمکتی ہوئی فصیلیں جس پہاڑ پر دور سے نظر آتی تھیں۔ وہ زیتون کی جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور اس کے دامن میں خوبانی کے باغ تھے۔ بحیرۂ مردار کے جنوبی صحرا میں ایک پر لطف مقام تھا۔ بقیہ صفحہ آئندہ

الافضال والانعام مالم یؤرخ من غیر تلك الایام وهذا کله وهو وزیر متابع یقول[1] لکنه بمذهب اهل السنة غارس[2] فی البلاد اهل الفقة والعلم والتصوف والدین والناس یهرعون الیه من کل صوب ویفدون علیه من کل جانب وهولایخیب قاصدا ولایعدم وافدا الی سنة خمس وستین وخمسمائة (٥٦٥)

ولمّا عرف نور الدین استقرار السلطان صلاح الدین بمصر اخذ حِمْص من نواب اسد الدین شیرکوه وذلك فی شهر رجب سنة اربع وستین (٥٦٤)

ولما علم الفرنج ماجری من المسلمین[3] وعساکرهم وماتم للسلطان من إستقامة الامر بالدیار المصریة علموا انه یملك بلادهم ویُخَرِّبُ دیارهم ویقلع اثارهم لمَا حَدَثَ له من القوّة

(بقیہ از صفحہ سابقہ) اور قلعہ شام اور مصر کی سرحد پر عین سڑک کے اوپر واقع تھا۔ سلطان صلاح الدین نے بہت چاہا کہ اس پر قبضہ کرے یا اس کو ویران کردے مگر یہ عرصہ تک اس کے قبضہ میں نہ آیا۔ اسکے فتح کا قصہ آگے آئے گا۔

[1] یعنی فاطیۃ مصر۔

[2] Professing قال به = اعتقد

[3] یہ لفظ مشکوک ہے طبع مصر۔ارس ہے۔ طبع یورپ میں غارس۔ مدرسہ شریفیۃ اور قمحیہ سلطان نے ٥٦٦ میں قائم کئے تھے۔

[4] یعنی مسلمانان شام،

والملك واجتمع الفرنج[1] والروم جميعاً وقصدوا الديار المصرية وقصدوا دمياط ومعهم الآت الحصار وما يحتاجون اليه من العَدَدِ ولما سمع فرنج الشام ذٰلك اشتد امرهم فسرقوا حصن عكا[2] من المسلمين واسروا صاحبها وكان مملوكا لنور الدين يقال له خُطلُخ العَلَم دار وذٰلك فی شهر ربیع الآخر من سنة خمسين وستين (٥٦٥) ولما رای نور الدين ظهور الفرنج ونزولهم علی دمياط تصد شغل قلوبهم فنزل علی الکرك محاصراً فی شعبان من السنة المذکورة فقصده فرنج الساحل فرحل عنها وقصد القاءهم فلم يقفوا له ثم بلغه وفاة مجد الدين بن الداية وکانت وفاته بحلب فی شهر رمضان سنة خمسین وستین

[1] دمیاط اور اسکندریا کے بندرگاہوں میں مسلمانوں کے بیڑے رہتے تھے جن کے ذریعہ وہ افرنجیوں کی آمدورفت یورپ کے ساتھ قطع کرتے رہتے تھے اور زائران فرنگ کے جہازوں کو روکتے اور لوٹتے تھے۔ اب جب کہ شام اور مصر ایک ہی حکومت کے ماتحت ہوگئے تھے، فرنجیوں کو درمیان میں پس جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے امالرک شاہ قدس اور شہنشاہ قسطنطنیہ (روم) نے مل کر دمیاط پر حملہ کیا۔ رومیوں نے جنگی بیڑہ بھیجا اور فرنجیوں نے بری فوج۔ ادھر صلاح الدین کے لکھنے پر نور الدین نے اس کو کمک بھیجی، محاصرہ شروع ہوا، تو رومی بیڑہ بندرگاہ میں داخل نہ ہوسکا۔ اور فرنجیوں کی بری فوج کے حملے محصورین نے بہادری سے روکے۔ آخر رسد کی کمی اور نیل کی طغیانی کے سبب محاصرین صلح کرنے پر مجبور ہوئے (صلاح الدین صـ۱۰۲ بعد)

Siezed by a stratagem.

[2] یعنی بحیرہ روم کا مشرقی ساحل Phoenicia

(٥٦٥) فاشتغل قلبهٗ لانه کان صاحب امرہ وعاد بطلب الشام فبلغه امرالزلازل بحلب التی اخربت کثیرًا من البلاد وکانت فی ثانی عشر شوال منها فسار یطلب حلب فبلغه خبر موت اخیه قطب الدین بالموصل (قلتُ، وقد ذکرت ذلك فی ترجمة واسمه مود ودقال) وبلغه الخبر وهو بتل باشر[1] فسار من لیلته طالبًا بلاد الموصل،

ولمّا بلغ صلاح الدین قصد الفرنج دمیاط استعد لهم بتجهیز الرّجال وجمع الالات الیها ووعدهم بالامداد بالرجال ان نزلوا علیهم وبالغ فی العطایا والهبات وکان وزیرًا متحکمًا لایُرَدّ امرُہ فی شیٔ ثم نزل الفرنج علیها واشتد زحفهُم وقتالهم علیها وهو رحمة اللّٰه تعالیٰ لیشُنّ الغارات علیهم من خارج و العسکر یقاتلهم من داخلٍ ونصرَ اللّٰه تعالیٰ المسلمین به وبحسن تدبیرہ فرحلُوا عنها خائبین فاحرقتْ مناجیقهُم ونُهبتْ آلاتهم وقتل من رجالهم خلقٌ کثیرٌ،

واستقرت قواعدُ صلاح الدّین وسیّر یطلب والدہ نجم الدین ایّوب لیتمّ له السرور وتکون قصّتُه مشاکلةً لقصّة یوسف الصّدیق علیه السّلام، فوصل والدہ الیه فی جمادی الاخرة من سنة خمس وستین (٥٦٥) (قلت. هکذا ذکر ابن شداد فی تاریخ وصوله الی

[1] ایک مضبوط قلعہ ہے۔ جو حلب سے دو دن کی راہ پر شمال کی طرف واقع ہے۔ (معجم البلدان)

مصر والصواب فيه هو الذى ذكرته فى ترجمته[له]) وسلك معه من الادب ما جرت به عادته والبسه الامر كله فابى ان يلبسه وقال: ياولدى ما اختارك الله لهذا الامر الا وانت كفوء له ولا ينبغى ان تغير موضع السعادة فحكمته[له] فى الخزائن كلها ولم يزل وزيرا حتى مات العاضد؛

قلت

اكثر ما ذكرته فى هذا الفصل منقول من كلام شيخنا ابن شداد فى سيرة صلاح الدين وفيه زوايد من غيرها والذى ذكر شيخنا الحافظ عز الدين بن الاثير المذكور قبل هذا فى تاريخه الاتابكى ان كيفية ولاية صلاح الدين ان جماعة من الامراء النورية الذين كانوا بمصر طلبوا التقدم على العساكر وولاية الوزارة يعنى بعد موت اسد الدين فارسل العاضد صاحب مصر الى صلاح الدين وامره بالحضور فى قصره ليخلع عليه خلع الوزارة ويوليه الامر بعد عمه وكان الذى حمل العاضد على ذلك ضعف صلاح الدين فانه ظن انه اذا ولى صلاح الدين وليس له عسكر ولا رجال كان فى ولايته مستضعفا يحكم عليه ولا يجسر على المخالفة وانه يضع على العسكر الشامى يستميلهم اليه فاذا

له يعنى ج ١: ٨٥ پر واں ہے: ودخل القاهرة لست بقين من رجب سنة خمس وستين وخمسمائة (٢٤) رجب ٥٦٥

The object of fortune's favours at

Appointed to the intendance of the Treasury stores

صارمعه البعض اخرج الباقين وتعود البلادُ اليه وعنده من
العساكر الشامية من يحميها من الفرنج ونور الدين. والقصة
مشهورةٌ[1] "اردتُ عمراً واراد الله خارجة......"

عُدنا الى تمام الكلام الاوّل

فامتنع صلاحُ الدين وضعفت نفسُه عن هذا المقام
فَلَزِمه وأخذه كارها. انّ الله تعالى يعجبُ من قومٍ يقادون الى
الجنّة بالسلاسِل، فلمّا حضر في القصر خُلِعَ عليه خلعَ الوزارةِ
الجُبّة والعمامه وغيرهما، ولُقّبَ "الملك الناصر" وعاد الى دار
اسد الدين فاقام بها... وثبّتَ قَدَمُ صلاح الدين ورسخ ملكه
وهو نائبٌ عن الملك العادل نور الدين والخطبة[2] لنور الدين
في البلاد كلها ولا يتصرفون الا عن امره وكان نور الدين يكاتب
صلاح الدين بالامير الاسفهسلار[3] ويكتُبُ علامته في الكتب
تعظيما ان يكتب اسمه وكان لا يفرده بكتاب بل يكتب

---

[1] تین خارجیوں نے عہد کیا کہ حضرت علی، امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے [illegible] کو قتل کر دیا
در اصل مقتول [illegible] ایک شخص تھا [illegible] قاتل کو [illegible] معلوم ہوئی تو اس نے یہ جملہ کہا۔

[2] در اصل خطبہ [illegible] نور [illegible] کے نام [illegible]

[3] [illegible] صلاح الدین کو [illegible] مقصود تھا کہ وہ متعدد [illegible] کوئی خصوصیت
نہ رکھتا [illegible] صلاح الدین کے [illegible] متصرف ہونے [illegible] کے تعلقات نور الدین سے [illegible] نازک ہو گئے
تھے [illegible] سلطان [illegible] ایک طرف [illegible] نور الدین
[illegible] میں [illegible] صفحہ [illegible]

"الامیر الاسفهسالار صلاح الدین وکافة الامراء بالدیار المصریة یفعلون کذا وکذا" واستمال صلاح الدین قلوب النّاس وبَذَلَ الاموالَ مِمّا کان اسد الدین قد جمعه و طلب من العاضد شیئاً یخرجه فلم یمکنه منعه فمال الناس الیه واحبوه وقویت نفسُه علی القیام بهذا الامر والثّباتِ فیه وضَعُفَ امر العاضد فکان کالباحثِ عن حتفه؛

قال ابن الاثیر فی تاریخه الکبیر قد اعتبرتُ التواریخ ورأیتُ کثیرا من التواریخ الاسلامیة فرأیت کثیرا مِمَّنْ یبتدی الملك تنتقل الدولة عن صلبه الی بعض اهله واقاربه منهم فی اول الاسلام معاویة بن ابی سفیان اول من مَلِكَ من اهل بیته فانتقل الملك عن اعقابه الی بنی مروان من بنی عمه ثم من بعده السفاح اول من ملك من بنی العباس انتقل الملك عن اعقابه الی اخیه المنصور، ثم السامانیة اول من استبد فیهم نصر ابن احمد فانتقل الملكَ عنه الی اخیه اسمٰعیل بن احمد و اعقابه، ثم یعقوب الصفار وهو اوّل من ملك من اهل بیته وانتقل الملك عنه الی اخیه عمرو واعقابه. ثم عماد الدین بن بویه اول من ملك من اهل بیته ثم انتقل الملك عنه

بقیہ از صفحہ ۴۹: ہوئی ان حالات سے پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔ ان کا ذکر ... کے لئے دیکھو صلاح الدین۔ ۱۰ ببعد ... his collaterals

الى اخويه معز الدولة وركن الدولة، ثم السلجوقية اول من ملك
منهم طغرلبك ثم انتقل الملك الى اولاد اخيه داود ثم
هذا شيركوه كما ذكرناه انتقل الملك الى ولد اخيه نجم الدين
ايوب ولولا خوف الاطالة لذكرنا اكثر من هذا والذى اظنه
السبب فى ذلك ان الذى يكون اول دولته يكثر القتل فياخذ
الملك وقلوب من كان فيه متعلقة به فلهذا يحرم الله اعقابه
يفعل ذلك لاجلهم عقوبة له

نعود الى ذكر صلاح الدين

وارسل صلاح الدين يطلب من نور الدين ان يرسل اليه
اخوته فلم يجبه الى ذلك، وقال: اخاف ان يخالف احد منهم
عليك فتفسد البلاد، ثم ان الفرنج اجتمعوا ليسيروا الى مصر
فسير نور الدين العساكر وفيهم اخوة صلاح الدين منهم شمس
الدين تورانشاه بن ايوب (قلت وقد تقدم ذكره فى ترجمة مستقلة
قال: وهو اكبر من صلاح الدين، فلما اراد ان يسير قال له نور
الدين ان كنت تسير الى مصر وتنظر الى اخيك انه يوسف الذى
كان يقوم فى خدمتك وانت قاعد فلا تسر فانك تفسد البلاد
واحضرك حينئذ واعاقبك بما تستحقه، وان كنت تنظر اليه
انه صاحب مصر وقائم مقامى وتخدمه بنفسك كما تخدمنى فسر
اليه واشدد ازره، وساعده على ما هو بصدده فقال: افعل

معه من الخدمة والطاعة ما يقصر بك اثناء الله تعالى، فكان
معه كما قال

ثم قال شيخنا ابن الاثير بعد هذا با وراق فى فصل يتعلق
بانقراض الدولة المصرية واقامة الدولة العباسية بها قال فى
المحرم سنة سبع وستين وخمسمائة (٥٦٧) قطعت خطبة العاضد
صاحب مصر، وخطب فيها للامام المستضئ بامر الله امير المؤمنين
وكان السبب فى ذلك ان صلاح الدين يوسف بن ايوب لما ثبت
قدمه فى مصر، وازال المخالفين له وضعف امر العاضد ولم
يبق من العساكر المصرية احد كتب اليه الملك العادل نور الدين
محمود يامره بقطع الخطبة العاضدية واقامة الخطبة العباسية
فاعتذر صلاح الدين بالخوف من وثوب اهل مصر وامتناعهم
من الاجابة الى ذلك لميلهم الى الدولة المصرية فلم يصغ
نور الدين الى قوله وارسل اليه يلزمه بذلك الزاما لا فسحة له
فيه واتفق ان العاضد مرض، وكان صلاح الدين قد عزم على قطع
الخطبة، فاستشار امراءه كيف الابتداء بالخطبة العباسية، فمنهم
من اقدم على المساعدة، اشار بها ومنهم من خاف ذلك، الا
انه لم يمكنه الا امتثال امر نور الدين وكان قد دخل الى مصر
رجل عجمى يعرف بالامير العالم ... فلما رأى
ما هم فيه من الاحجام قال انا ابتدئ بها فلما كان ... جمعة من

المحرم صَعِدَ المنبر قبل الخطيب، ودعا للمستضئ بامر الله، فلم يُنكِر احدٌ ذٰلك فلمّا كان الجمعة الثالثة اَمَرَ صلاح الدين الخطباء بمصر[1] والقاهرة بقطع خطبة العاضد، واقامة الخطبة للمستضئ بامر الله، ففعلوا ذٰلك ولَم يَنْتَطِعْ[2] فيها عنزانِ، وكتب بذلك الى سائر الديار المصرية، وكان العاضد قد اشتدَّ مرضُه، فلم يُعلِمْهُ اهلهُ واصحابه بذٰلك قالوا ان سَلِمَ فهو يعلم، وان تُوُفّى فلا ينبغي ان ننغص عليه هذه الايام التى بقيت من آجَلَهُ فتوفّى[3] يوم عاشوراء ولم يعلم، ولما تُوُفِّي جلس صلاح الدين للعزاء، واستولى على قصره[4] وجميع ما فيه، وكان قد رقب فيه قبل وفاة العاضد بهاءَ الدين قراقوش (وهو خصيٌّ) يحفظُه (قلتُ: وقد تقدم ذكره فى ترجمته ايضا:) قال: وجعله كاستاذ[5] دار العاضد فحَفِظَ مَا فيه حتى تَسَلَّمَه[6] صلاح الدين، ونقل اهل العاضد الى مكان منفرد، ووَكَّلَ بحفظِهِمْ وجعل اولاده وعمومته[7] وابناءهم فى ايوان بالقصر، وجعل عندهُم من يحفظهم واخرج من كان فيه من العبيد والإماء، فاعتق

[1] old and new cairo
[2] Two goats did not butt for it
[3] العاضد کی عمر وفات کے وقت ۲۱ برس سے کم تھی
[4] The Palace or The citadel
[5] intendant of The household
[6] تسلم الشئ قبضه
[7] Paternal uncles
العاضد کی اولاد بہنوں، بیویوں اور دیگر اعزہ کی کل تعداد ۱۵۲ تھی

البعضَ، ووَهب البعضَ، وباع البعضَ، واخلى القصر من اهـــله وسُكّانه (فسبحان من لايزول ملكه، ولايغيّره ممرّ الايّام و تعاقب الدّهور)

ولمّا اشتدّ مرضُ العاضد ارسل يستدعي صلاح الدين فظنّ انّ ذلك خديعةٌ فلم يمض اليه فلمّا توفي عَلِم صدقَهُ فندِم على تخلّفهٖ عنه، وكان ابتداء الدولة العُبيدية[له] بافريقية والمغرب في ذي الحجّة سنة تسع وتسعين ومائتين. واول من ظهر منهم المهدي ابو محمّد عبيد الله، وبني المهديّة، وملك افريقية كلّها (قلت. هكذا ذكر شيخنا ابن الاثير في تاريخ استيلاء المهدي عبيد الله على افريقية، والصواب فيه هو الذي ذكرته في ترجمته فيكشف منه) ثم انه قال: ولمّا مات المهدي عبيد الله، قام بالامر بعده ولده القائم ابو القاسم محمّد ثم ذكرهم واحدًا واحدًا حتى انتهى على العاضد المذكور، فقال: وانقرضت دولتهم، فكانت مدّة دولتهم مائتي سنة وستّا وستّين سنة، وكان مقامهم بمصر

له یعنی دولت بنو فاطمہ جس کا بانی عبید اللہ تھا۔

له دیکھو وفیات ج۱: ص۲۷۲، مصنف نے وہاں لکھا ہے ودعي له بالخلافة على منابر قادة والقيروان يوم الجمعة تسع بقين من شهر ربيع الاخر سنة ۲۹۷ ... وكان ظهوره بسجلماسة يوم الاحد لسبع خلون من ذي الحجة سنة ۲۹۶۔

مأتی سنة وثمانی سنین، وملك منهم اربعة عشر، وهم المهدی القائم، والمنصور، والمعز، والعزیز، والحاکم، والظاهر، والمستنصر والمستعلی، والآمر، والحافظ، والظافر والفائز والعاضد اخوهم (قلت: وقد ذکرتُ کل واحد من هؤلاءِ فی ترجمة مستقلة فی هذا الکتاب، فمن اختار الوقوف علی احوالهم فلیطلبه فی اسمه ولاحاجة الی ذکره هٰهنا)

قال شیخنا ابن الاثیر وقد اتینا علی ذکر ما اجملناه مستقصیً فی التاریخ الکبیر یعنی کتابه الذی سمّاه الکامل وهو مشهور و من انفع الکتب فی بابه، قال: ولمّا استولی صلاح الدین علی القصر، وامواله وذخائره اختار منه ما اراد و وهب اهله ما اراد وباع منه کثیرا، وکان فیه من الجواهر والاعلاق النفیسة ما لم یکن عند ملك من الملوك، قد جمع علی طول السنین وممر الدهور فمنه القضیب[1] الزمرد طوله نحو قصبة[2] و انصف، والجبل الیاقوت وغیرهما، ومن الکتب المنتخبة بالخطوط[3] المنسوبة والخطوط الجیدة نحو مائة الف مجلد، ولمّا خُطب للمستضئ بامر الله بمصر ارسل نور الدین ابن [illegible] بعد ذلك، فحلّ عنده اعظم محل وسیّر الیه الخلع الکاملة مع عماد الدین ابن المستوفی اکراماً له، لان

[1] Arrow of emerald [2] Aspun [3] خطِ منسوب، دو معنی دارد (التاج، خط منسوب ان گفته اند که مرد [illegible] ذکر نسبتی دارد ونسبت خط [illegible] بن البواب [illegible] ابن مقله [illegible] (راحة الصدور طبع [illegible])

عماد الدين كان كبير المحل فى الدولة العباسيّة ، وكذلك ايضاً۔
ستير خلعاً لصلاح الدين، الا انها اقل من خِلَع نور الدين وسُيّرت
الاعلامُ السُّودُ التنصب على المَنابر، وكانت هذه اوّل اُهْبَةٍ
عبّاسيّة وخلت مصر بعد استيلاء العبيد يين عليها، انتهى
ما قال شيخنا ابن الاثير،

قلتُ

وَلمّا وَصَلَ الخبرُ الى الامام المستضئ بامر الله ابى محمد الحسن
ابن الامام المستَنجِد، وهو والد الامام الناصر الدين الله بما تجدّد
من امر مصر، وعود الخطبة والسّكة بها باسمه بعد انقطاعها بمصر
هذه المدة الطويلة نَظَمَ ابو الفتح محمّد سبط ابن التعاو يذى
المقدّم ذكره قصيدة طنّانة مَدَح بها الامام المستضئ، وذكره هذا
الفتوح (كذا) المتجدد له وفتوح بلاد اليمن ايضاً وهلاك الخارجى بها
الذى سمّى نفسه المهدىّ، وذلك فى سنة احدى وسبعين و
خمسمائة، وكان صلاح الدين قد ارسل له من ذخائر مصر واسباب
المصريين شيئاً كثيراً واوقيها۔

قل للسحاب اذا مرّته يد الجنائب فار بحمن جوده
عُج باللوى فاسمح بدمعك للمعاهد والدمن
لكننى كفرت ليلة زرته عنى وعن
بمدائحى للمستضئ ابى محمد بن الحسن

المستقرّ من الخلا — نة فى الشواهق والقنن
يا جاريا فى العدل من — سنن النبى على سنن
يا جامعا خلق النبو — ة والخلافة فى قرن
دانت لهيبتك المما — لك والمعاقل والمدن
بالمشرفيات الصوا — رم والمثقفة اللدن
واتتك اسلاب الملو — ك من الصعيد الى عدن
متّا اقتناه ذو رعين فى القديم وذو يزن

وهى طويلة فنقتصر منها على هذا القدر ففيه كفاية، ومدحه ايضا بقصيدة اخرى أشار فيها الى هذا المعنى . . .

(٤) مقام السلطان بالقاهرة (٥٦٧-٥٦٩)

ثم ذكر شيخنا ابن الاثير بعد هذا فصلا يتضمن حصول الوحشة[1] بين نور الدين وصلاح الدين باطنا، فقال: وفى سنة سبع وستين ايضا - حدث ما اوجب نفرة نور الدين عن صلاح الدين وكان الحادث ان نور الدين ارسل الى صلاح الدين يامره بجمع العساكر المصرية والمسير بها الى بلد الفرنج والنزول على الكرك ومحاصرته ليجمع ايضا هو عساكره ويسير اليه ويجتمعان هناك على حرب الفرنج والاستيلاء على بلادهم، فرز صلاح الدين من القاهرة فى العشرين من المحرم وكتب الى نور الدين يعرفه

اَنّ رحيله لايتأخر، وكان نور الدين قد جمع عساكر وتجهز واقام ينتظر وُرُود الخبر من صلاح الدين برحيله ليرحل هو، فلما اتاه الخبر بذلك رحل من دمشق عازمًا على قصد الكرك نوصل اليه، واقام ينتظر وصول صلاح الدين اليه، فارسل كتابه يعتذر فيه عن الوصول باختلال البلاد المصرية لامور بلغت، عن بعض شيعة العلويين وانهم عازمون على الوثوب بها، وانه يخاف عليها مع البعد عنها ان يقوم اهلها على من تخلف بها، فلم يقبل نور الدين هذا الاعتذار منه وتغير عليه، وكان سبب تقاعده ان اصحابه وخواصه خوفوه من الاجتماع بنور الدين، فحيث لم يمتثل امر نور الدين شق ذلك عليه وعظم عنده وعزم على الدخول الى مصر واخراج صلاح الدين عنها، فبلغ الخبر الى صلاح الدين فجمع اهله، ومنهم والده نجم الدين وخاله شهاب الدين الحارمي ومعهم سائر الامراء واعلمهم ما بلغه من عزم نور الدين على قصده واخذ مصر منه، واستشارهم فلم يجبه احدٌ منهم بشيء فقام تقي الدين عمر ابن اخي صلاح الدين (قلت. وقد تقدم ذكره ايضًا في ترجمة مستقله) وقال: اذا جاء قاتلناه ومنعناه عن البلاد ووافقه غيره من اهله فشتمهم نجم الدين ايوب وانكر ذلك واستعظمه، وكان ذا رايٍ وفكرٍ وعقلٍ، وقال لتقي الدين اقعد وسبه، وقال لصلاح الدين انا ابوك وهذا شهاب الدين

Highly displeased him   at rise against   قام على

خالك، اتظن ان فى هؤلاء كلهم من يحبك ويريد لك الخير مثلنا؟ فقال: لا، فقال: والله لو رايت انا وخالك شهاب الدين نور الدين لم يمكننا الا ان نترجل له ونقبل الارض بين يديه، ولو امرنا ان نضرب عنقك بالسيف لفعلنا، فاذا كنا نحن هكذا فكيف يكون غيرنا؟ وكل من تراه من الامراء والعساكر لو رأى نور الدين وحده لم يتجاسر من الثبات على سرجه ولا وسعه الا النزول وتقبيل الارض بين يديه، وهذه البلاد له وقد اقامك فيها، وان اراد عزلك سمعنا واطعنا، والرأى ان تكتب اليه كتابا، وتقول: بلغنى انك تريد الحركة لاجل البلاد فاى حاجة الى هذا؟ يرسل المولى نجابا يضع فى رقبتى منديلا ويأخذنى اليك فما ههنا من يمتنع عليك، وقال للجماعة كلهم: قوموا عنا، فنحن مماليك نور الدين وعبيده يفعل بنا ما يريد، فتفرقوا على هذا وكتب اكثرهم الى نور الدين بالخبر، ولما خلا ايوب بابنه صلاح الدين قال له: انت جاهل قليل المعرفة، تجمع هذا الجمع الكثير وتطلعهم على سرك وما فى نفسك، فاذا اسمع نور الدين انك عازم على منعه من البلاد جعلك اهم الامور اليه واولاها بالقصد، ولو قصدك لم ترمعك احدا من هذا العسكر وكانوا اسلموك اليه، واما الآن بعد هذا المجلس فيكتبون اليه ويعرفونه قولى، وتكتب انت اليه وترسل

اليه فى المعنى، وتقول: اى حاجة الى قصدى؟ يجئ نجّابٌ
ياخذ نى بحبلٍ يضعه فى عُنُقِي، فاذا سمع هذا عَدَل عن قصدك
واستعمل ما هو اهم عنده، والايام تتدرج والله كل وقت
فى شان، والله لو اراد نور الدين قصبةً من قصب سُكّرنا لقاتلتُه
انا عليها حتى امنَعَهُ او اقتَل، ففعل صلاحُ الدين ما اشار به
والدُه، فلمّا رأى نور الدين الامرَ هكذا عَدَل عن قصدهٖ و
كان الامر كما قال نجم الدين ايوب، وتوفى نور الدين ولم يقصدهٗ
وملك صلاح الدين البلاد، وهذا كان من احسن الآراء واجودها
انتهى ما ذكره ابن الاثير،

وقال شيخنا ابن شداد فى السيرة لم يزل صلاحُ الدين على
قَدَمٍ بَسْطِ العَدْل ونشرِ الاحسان وافاضةِ الانعام على الناس الى
سنة ثمان وستين وخمسمائة، فعند ذٰلك خرج بالعسكر يريد
بلاد الكَرَك والشَّوْبَك، وانما بدابها لانها كانت اَقربَ اليه، و
كانت فى الطريق تمنع من يقصد الديار المصرية، وكان لا يمكن ان
تعبر قافلةٌ حتى يخرج هو بنفسه يعبرها، فاراد توسيعَ الطريق و
تسهيلها، فحاصرها فى هذه السنة، وجرى بينه وبين الفرنج
وقعات، وعاد ولم يظفر منها بشئ، فلمّا عاد بلغهُ خبر وفاة والده
نجم الدين ايوب قبل وصوله اليه (قلت: وقد ذكرت تاريخ وفاته فى ترجمته[1])
قال: ولمّا كانت سنة تسع وستين رائ قوة عسكره و

[1] دیکھو وفیات ج ۱ ص ۸۶، یہ تاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۵۶۸ھ ہے۔

كثرة عدده، وكان بلغه ان باليمن انسانا استولى عليها وملك حصونها يسمى عبد النبي[1] بن مهدى فسير اخاه توران شاه اليه فقتله واخذ البلاد منه؛ (وقد بسطت القول فى ترجمة)، ثم توفى نور الدين سنه تسع وستين (٥٦٩) جسما شرحته فى ترجمة فلاحاجة الى اعادته؛

ولمّا بلغ صلاح الدين ان انسانا يقال له الكنز جمع باسوان خلقا كثيرا من السودان وزعم انه يعيد الدولة المصرية وكان اهل مصر يوثرون عودهم، فانضافوا الى الكنز المذكور فجهز صلاح الدين اليه جيشا كثيفا وجعل مقدمه اخاه الملك العادل[2]،

[1] بنو مهدی کی حکومت کے حال کے لئے دیکھو لین پول کی کتاب (Muhammadan Dynasties) ص٩٦ ؛

[2] لین پول نے اس کا نام کنزالدولہ لکھا ہے، عاضد کی فوجیں زیادہ تر سودانیوں پر مشتمل تھیں اور صلاح الدین کو ان کے استیصال کے لئے خاصی مشکل پیش آئی ۵٦٤ھ کے آخر میں نجاح کو جو حبشی خادم تھا سازش کے جرم میں قتل کیا گیا، اس پر ۵۰ ہزار سوڈانیوں نے علم بغاوت بلند کر دیا اور میدان میں القصرین میں ان سے جنگ ہوئی اور شکست کے بعد انکو بالائی مصر میں بھیجدیا گیا۔ دراں بغاوت کی آگ برسوں لگتی رہی اوا سط ۵٦٧ میں توران شاہ نے اس فساد کو دبایا مگر اگلے سال پھر اس کو مہم لے جانی پڑی، ۵٦٩ میں کنزالدولہ نے اسوان میں بغاوت کی اور اس کے قتل پر اس مہم کا خاتمہ ہوا، ۵٧٢ھ میں آخری مرتبہ قفط میں بغاوت ہوئی اس کے فرو ہونے پر سودانیوں کی شورش ختم ہوئی (صلاح الدین ص۱۰۱ بعد) بقول لین پول یہ اور سودان کی مہموں سے شاید یہ بھی مقصد تھا کہ نورالدین کے حملہ مصر کی صورت میں ان مقامات کو مامن بنایا جائے۔

وسار وا فالتقوا وكسّرهم، وذٰلك فى السابع من صفر سنة سبعين وخمسمائة (٥٧٠) واستقرت له قواعد الملك،

وكان نور الدين رحمه الله قد خلف ولده الملك الصالح اسمٰعيل[1] المذكور فى ترجمة ابيه، وكان بدمشق عند وفات ابيه، وكان بقلعة حلب شمس الدين على بن الداية وشاذبخت، وكان ابن الداية قد حدّث نفسه بامور فسار الملك الصالح من دمشق الى حلب، فوصل الى ظاهرها فى المحرّم من سنة سبعين (٥٧٠) ومعه سابق الدين فخرج بدر الدين حسن بن الداية فقبض على سابقُ الدين، ولمّا دخل الملك الصالح القلعة قبض على شمس الدين واخيه حسن المذكور واودع الثلاثة فى السّجن فى ذٰلك اليوم قتل ابو الفضل ابن الخشاب لفتنة جرت بحلب، وقيل بل قتل قبل قبض اولاد الداية بيوم، لانهم تولوا تدبير ذٰلك.

---

[1] دول الاسلام ۲: ۹۰ پر ہے: وكان (نور الدين) قد عهد بالملك الى ولده الملك الصالح عماد الدين اسمٰعيل وعمر يوم مات ابوه ۱۱ سنة فقام بالامر من بعده وانتقل من دمشق الى حلب ودخل قلاعها يوم الجمعة مستهل المحرم سنة (٥٧٠) وخرج السلطان صلاح الدين من مصر وملك دمشق وغيرها من بلاد الشام ولم يبق عليه سوى مدينة حلب، الملک صالح حلب ہی میں ۵۷۷ میں فوت ہوا اس کی عمر ۲۰ سال سے کم ہی تھی ملک الصالح کو امرا نوری نے امیر موصل گومشتکین کی سرپرستی Was meditating great Projects at میں حلب بھیجا کہ حلب سے زیادہ محفوظ نہ تھا شمس الدین دایہ قلعہ حلب پر بدر الدین حسن بن دایہ شہر حلب پر متصرف تھا ابن الخشاب قاضی شہر رئیس احداث اور شیعہ جماعت کا زعیم تھا۔ یہ امراء عرب کے سب حلب پر متصرف ہونا چاہتے تھے۔ اور نابالغ الملک الصالح کی سربراہی کرنا چاہتے تھے، آخر کو مشتکین پہنچا تو اس نے اولاد دایہ کو قید کر دیا (ویسیلان ج: ۴ صفحہ ۵۶)

الباب الثّانی

صلاح الدّین السّلطان

۵۷۰-۵۸۳

۱- فتح الشام ۵۷۰-۵۷۱

ثم ان صلاح الدین بعد وفاة نور الدین علم ان ولده الملک الصالح صبیّ لا یستقل بالامر ولا ینهض بأعباء الملک واختلّت الاحوالُ بالشام[1]، وکاتب شمس الدین المقدم ذکره صلاح الدین[2] فتجهز من مصر فی جیشٍ کثیرٍ وترک بها من یحفظها، وقصد دمشق مُظهِرًا انّهٗ یتولی مصالح الملک الصالح فدخلها بالتسلیم فی یوم الثلاثاء سلخ ربیع الآخر سنة سبعین وخمسمائة (۵۷۰)، وتسلّم قلعتها، وکان اولُ دخولہٖ دار ابیه (قلت: وهی دار المعرفة بالشریف العفیفی وهی الیوم فی قبالة المدرسة العادلیة مشهورة هناک بالعفیفی) قال: واجتمع الناس الیه وفرحوا به وانفق فی ذلک الیوم

[1] اس وقت جبکہ زنگی کی سلطنت ٹکڑے ہو رہی تھی اور مسلمانان شام کا کوئی لیڈر باقی نہ رہا تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ امراء کی باہمی کشمکش سے فائدہ اٹھا کر فرنج شام پر قابض نہ ہو جائیں اس لئے صلاح الدین کو شام کے امور میں مداخلت لازمی ہوئی۔ (صلاح الدین ۴۳ صہ بعد) [2] دیکھو صلاح الدین ص۱۳۶

مَالاً جزيلاً، واظهر السُّرور بالدمشقيّين وصَعِدَ القلعة، وسَار الى حَلَب فنازل حمص، واخذ مدينتهَا فى جمادى الاولى من السنة، ولم يشتغل بقلعتها وَ توجه الى حلب ونازلها فى يوم الجمعة سلخ جمادى الاولى من سنة وهى الوقعة الاولى

ثمّ انّ سيف الدين غازى[1] بن قطب الدين مودود بن عماد الدين زنكى صاحب الموصل لمّا احسّ بما جرَى علم ان الرجل قد استفحل امره وعظُم شانهُ وخاف ان غفل عنه استحوذ[2] علىٰ البلاد، و استقرَت قدمه فى الملك، وتعدى الامر اليه، فَانفَذَ عسكراً وافراً وجيشاً عظيماً، وقدّم عليه اخاه عزالدين مسعود بن قطب الدين مودود وساروا يريدون لقائه ليردوه عن البلاد فلما بلغ صلاح الدين ذٰلك رَحل عن حلب فى مستهل رجب من السنة عاد الى حماة و رجع الى حِمص، فاخذ قلعتها، ووصل عزالدين مسعود الى حلب واخذ معه عسكر ابن عمه الملك الصالح بن نور الدين صاحب حلب يومئذ، وخرجو فى جمع عظيم، فلمّا عرف صلاح الدين بمسيرهم سار حتى وافاهم علىٰ قرُونِ[3] حماة، وراسلوه واجتهد ان يصالحوه فما صالحوه ورأوا ان ضرب المصاف معه ربمّا نالوا به غرضهم، والقضاء يجرّ الى امور هم بها لا يشعرون، فتلاقوا

---

[1] یعنی غازی ثانی دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۲ ۔ [2] gain mastery over

[3] قرون حماة تلان متقابلتان جبل يشرف عليهما (اى على حماة) معجم البلدان

یہ پہاڑیاں حماۃ کے شمال مغرب میں دس میل کے فاصلہ پر ہیں (دلیسلان)

فقضى الله تعالىٰ ان انكسر وابين يديه واُسر جماعةٌ منهم فمنّ عليهم وذٰلك فى تاسع شهر رمضان من السنة (۵۷۰ھ) عند قرون حماة، ثم سَار عقيب كَسْرَتِهِم ونزل على حلب وهى الوقعة الثانية، فصالحوه علىٰ اخذ المَعَرَّة وكفرطَاب وَبَادِينَ[۱]،

ولمّا جرى هذه الواقعة كان سيف الدين غازى يحاصر اخاه عماد الدين زنكى صاحب سنجار، وعَزَم علىٰ اخذها منه، لانه كان قد انتهى الىٰ صلاح الدين، وكان قد قارب اخذهَا، فلمّا بلغه الخبر ان عسكره انكسر خاف ان يبلغ اخاه عماد الدين الخبرُ فيشتدّ امُره ويَقْوى جاشهُ، فراسَلَه وصَالحَه، ثم سار من وقته الىٰ نَصِيْبِيْنَ واهتم بجمع العساكر والانفاق فيها وسار الىٰ البِيْرَة، وعَبَرَ الفرات وخيم على الجانب الشامى، وارسل (الىٰ) ابن عمه الصالح (بن) نور الدين صاحب حلب حتى تستقر له قاعدةٌ يصل اليها، ثم انهٗ وصل الىٰ حلب، و خرج الملك الصالح الىٰ لقائهٖ واقام علىٰ حلب مدةً، وصعدَ قلعتها جريدةً، ثم نزل وسار الىٰ تلّ السلطان[۲]، (قلت: وهى منزلةٌ بين حماة وحلب) قال: ومعه جمع كثير، وراسل صلاح الدين الى مصر يطلب عسكرهَا فوصل اليه وساربه حتى نزل الى قرُون حماة، ثم تصافوا

---

[۱] وفیات طبع مصر میں مار دین ہے مگر وہ درست نہیں (دیکھو دیلان ۴: ۵۰۶ اور صلاح الدین ص ۱۴۰) بَادِین حلب اور حماۃ کے درمیان ایک شہر ہے۔ اسی طرح کفرطاب معرہ اور حلب کے درمیان واقع ہے

[۲] یہ مقام حلب سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔

بكرة الخميس العاشر من شوال سنة احدى وسبعين (٥٧١) وجرى قتالٌ عظيمٌ، وانكسرت ميسرة صلاح الدين بمظفر الدين بن زين الدين (قلت هو صاحب اربل المتقدم ذكره) قال: فانه كان على ميمنة سيف الدين فحمل صلاح الدين بنفسه فانكسر القومُ واسر منهم جمعًا من كبار الامراء فمن عليهم واطلقهم، وعاد سيفُ الدين الى حلب فاخذ منها خزائنهُ وسار حتى عبَرَ الفرات وعاد الى بلاده، ومنع صلاح الدين من تتبع القوم، ونزل في بقية ذالك اليوم في خيامهم، فانهم تركوا اثقالهم وانهزموا، نفرق صلاح الدين الاصطبلات، ووهب الخزائن واعطى خيمةَ سيف الدين لابن اخيه عز الدين فرخشاه (قلت: هو ابن شاهان شاه بن ايوب وهو اخو تقي الدين عمر صاحب حماة وفرخشاه صاحب بعلبك وهو والد الملك الامجد بهرام شاه صاحب بعلبك)

قال: وسار الى منبج فتسلمها. ثم سار الى قلعة عزاز[1] يحاصرها وذلك في رابع ذي القعدة من سنة احدى وسبعين (٥٧١) و فيها وثب[2] جماعة من الاسماعيلية على صلاح الدين فنجاه الله سبحانه منهم وظفره بهم، واقام عليهم حتى اخذها في رابع عشر ذي الحجة من السنة، ثم سار حتى نزل على حلب في سادس عشر الشهر المذكور واقام عليها مدة ثم رحل عنها، وكانوا قد اخرجوا اليه ابنة صغيرة

---

[1] هي بليدة فيها قلعة ولها رستاق شمالي حلب بينهما يوم (معجم البلدان)

[2] دیکھو صلاح الدین ص ١٢٥ ۔ ١٣٠

لنور الدين سألته عزازفوهبها لها،

(۲- المصالحة ۵۷۲-۵۷۶)

ثم عاد صلاح الدين الى مصر ليتفقد احوالها، وكان مسيره اليها في شهر ربيع الاول من سنة اثنتين وسبعين (۵۷۲) وكان اخوه شمس الدين توران شاه قد وصل اليه من اليمن فاستخلفه بدمشق ثم تاهب للغزاة، وخرج يطلب الساحل[1] حتى وافى الفرنج على الرملة، وذلك في اوائل جمادی الاولى سنة ثلاث وسبعين (۵۷۳) و كانت الكسرة على المسلمين في ذلك اليوم (قال: وذلك لامر[2] يطول شرحه) قال: فلما انهزموا لم يكن لهم حصن قريب ياوون اليه فطلبوا جهة الديار المصرية وضلوا في الطريق، وتبددوا، واسر منهم جماعة منهم الفقيه عيسى[3] الهكاری، وكان ذلك وهنا عظيما جبره

The Littoral Provinces of Syria occupied by The Franks [1]

[2] شکست کی وجہ دیلان کے نزدیک یہ تھی کہ عین جنگ میں میمنہ اور میسرہ کو حکم دیا گیا کہ باہم جگہ بدل لیں، یہ نہ ہو سکا، نیز دیکھو صلاح الدین ص۱۵۴، بعد [3] ان کا حال وفیات ج ۱ ص ۳۹۷ پر دیا ہے حسنی سید تھے، اور حلب کے ایک مدرسہ میں فقہ پڑھاتے تھے۔ امیر شیرکوہ نے ان کو اپنا امام مقرر کیا۔ اس کے ساتھ مصر گئے۔ اور اس کے بعد صلاح الدین کو وزارت دلانے میں کامیاب کوشش کی اور سلطان کے امرائے معتمد میں شامل اور اس کے مشوروں میں شریک ہوئے" وکان کثیر الادلال علیہ یخاطبہ بما لا یقدر علیہ غیرہ من الکلام.... وکان یلبس بالاجناد ویعتم بعمائم الفقہاء فیجمع بین اللباسین" ان کے بھائی کا بھی یہی لباس تھا جو (بقیہ بر صفحہ ۸۳)

الله تعالیٰ بوقعة حِطّين المشهورة۔

واما الملك الصالح صاحب حلب فانه تخبّط امره، وقبض على كمشتكين صاحب دولته، وطلب منه تسليم حارم اليه فلم يفعل فقتله، فلمّا سمع الفرنج بقتله نزلوا على حارم طمعًا فيها، وذلك فى جمادى الاخرى من السنة (۵۷۳) فلما رأى اهل قلعتها الخطر من جهة الفرنج سلّموها الى الملك الصالح فى العشر الاخير من شهر رمضان من السنة، فرحل الفرنج عنها، واقام صلاح الدين بمصر حتى لمّ شَعَثَها وشَعَثَ اصحابه من اثر كسرة الرّملة ثم بلغه تخبط الشام فعزم على العود اليه، واهتم بالغزاة، فوصله رسول قليج ارسلان صاحب الرّوم يلتمس الصلح ويتضرر من الارمن، فعزم على قصد بلاد ابن لاؤن (قلت: وهى بلاد سيس الفاصلة

(بقیہ صفحہ ۸۲) قاضی ابن خلکان نے خود دیکھا ۶۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ ہکاری کی نسبت کے متعلق وفیات ۱: ۳۴۶ پر ہے "وهذه النسبة الى قبيلة من الاكراد لهم معاقل وحصون وقرى من بلاد الموصل من جهتها الشرقية" لیکن لب اللباب سیوطی میں ہے کہ یہ نسبت الهكارية ولاية من اعمال الموصل" کی طرف۔ ؎ To be disordered

؎ حارم حصن حصين وكورة جليلة تجاه انطاكيه وهى الآن من اعمال حلب فيها اشجار كثيرة ومياه وهى لذلك وبئة (معجم البلدان) صـ۱۶۱ ؎ Asia Minor ؎ ان اتھ کی تفصیل کے لئے دیکھو صلاح الدین۔ بعد، ؎ Lesser Armenia کے ہر بادشاہ کو مسلمان مورخ of Leon کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس بادشاہ کا اپنا نام Rhupen تھا۔

؎ The maritime reginon Belucen ALeppu and Asia Minor.

بين حلب والروم من جهة الساحل) قال: لينصر[1] قليج ارسلان عليه، فتوجه اليه، واستدعى عسكر حلب، لانه كان فى الصلح[2] انه متى استدعاه حضر اليه، ودخل بلاد ابن لاؤن، واخذ فى طريقه حصنا واخربه ورغبوا اليه فى الصلح فصالحهم ورجع عنهم، ثم سأله قليج ارسلان فى صلح الشرقيين[3] باسرهم فاجاب الى ذالك، وحلف صلاح الدين فى عاشر جمادى الاولى سنة ست وسبعين و خمسمائة (۵۷۶) ودخل فى الصلح قليج ارسلان والمواصلة[4]، وعاد تمام الصلح الى دمشق، ثم منها الى مصر،

(۳- فتح الجزيرة ۵۷۶-۵۷۹)

ثم توفى الملك الصالح بن نور الدين فى التاريخ[5] المذكور فى ترجمة والده وكان قد استحلف امراء حلب واجنادها لابن عمه عز الدين مسعود صاحب الموصل، (قلت: وقد تقدم ذكره وهو ابن عمه قطب الدين مودود فلما مات سيف الدين فى التاريخ[6] المذكور فى ترجمته

---

[1] یعنی اس صلح نامہ میں جو ملک صالح اور صلاح الدین کے درمیان مرتب ہوا تھا، [2] مجلس صلح سمیسٹا کے قریب مرتب ہوئی تھی۔ اور اس میں امرائے الجزیرہ (موصل وجزیرہ ابن عمر واربل وکیفا ومار دین) اور شاہان قونیہ و ارمینہ شامل ہونے تھے اور سلطان صلاح الدین نے اس کی صدارت کی تھی۔ میعاد صلح دو سال تھی (صلاح الدین ص۲۶۲

[3] یعنی اہل موصل ۔ [4] ملک صالح اسمٰعیل ۵۷۷ھ میں فوت ہوا (اس کے نسب نامہ کے لئے (دیکھو حاشیہ ص۲۰) [5] سیف الدین غازی ثانی ۵۷۶ھ میں فوت ہوا ۔

قام مقامه اخوه عز الدين مسعود المذكور) قال: فلمّا بلغ عز الدين خبرَ موت الملك الصالح وانه اوصى له بحلب بادر الى التوجّه اليها خوفا ان يسبقه صلاح الدين فياخذها، وكان اول قادمٍ اليها مظفر الدين بن زين الدين، (قلتُ: هو صاحب إربيل وكان اذ ذالك صاحب حرّان وهو مضافٌ الى الموصِلَة[1] لانّ تلك البلاد كانت لهم) قال: فوصلها مظفر الدين فے ثالث شعبان سنة سبع وسبعين (٥٧٧) وَ فى العشرين منه وصلها عز الدين مسعود وصَعِد الى القلعة فاستولى علىٰ ما فيها من الحوَاصل[2]، وتزوج ام الملك الصالح فى خامس شوّال من السنة، ـ

قلت

ثم ان شيخنا ابن شداد ذكر بعد هذا امورا ذكرتها فى ترجمة عز الدين مسعود بن مودود وترجمة اخيه عماد الدين زنكى وترجمة تاج الملوك بورى اخى صلاح الدين فلا حاجة الىٰ عادتها ههنا فمن اراد الوقوف عليهَا يكشفها فى هذا التراجم ـ

قلت

وحاصل الامر ان عز الدين مسعود قايضَ[3] اخاه عماد الدين زنكى صاحب سنجار عن حلب بسنجار وخرج عز الدين عن حلب ودخلهَا عماد الدين زنكى وجاءه صلاح الدين فحاصره ولم يقدر عماد الدين على حفظ حلب، وكان نزول صلاح الدين علىٰ

[1] يعنى ال موصل [2] Treasures [3] Exchanged

حلب فی السادس والعشرین من المحرم سنة تسع وسبعين وخمسمائة (٥٧٩هـ) (وقال ابن شداد: نزل عليها فی سادس عشر المحرم والله اعلم)، فتحدث عماد الدين زنكی مع الامير حسام الدين طمان بن غازی فی السر بما يفعله، فاشار عليه بان يطلب منه بلاداً وينزل له عن حلب بشرط ان يكون له جميع ما فی القلعة من الاموال فقال له عماد الدين وهذا كان فی نفسی، ثم اجتمع حسام الدين طمان بصلاح الدين فی السر علی تقرير[1] القاعدة فی ذلك، فاجابه صلاح الدين الی ما طلب، ودفع له سنجار وخابور ونصيبين وسروج، ودفع لطمان الروقة لسفارته بينهما، وحلف صلاح الدين علی ذلك فی سابع عشر صفر من السنة، وكان صلاح الدين قد نزل علی سنجار واخذها فی ثامن شهر رمضان سنة ثمان وسبعين (٥٧٨) واعطاها لابن اخيه[2] تقی الدين عمر فلما جری الصلح علی هذه الصورة اعطاها عماد الدين، وتسلم صلاح الدين قلعة حلب، وصعد اليها يوم الاثنين السابع والعشرين من صفر سنة تسع وسبعين خمسمائة (٥٧٩)، واقام بها حتی رتب امورها، ثم رحل عنها فی الثانی والعشرين من شهر ربيع الآخر من السنة، وجعل فيها ولده الملك الظاهر المقدم ذكره فی ترجمة مستقلة وكان صبيا، وولی القلعة سيف الدين يازكوج الاسدی وجعله يرتب مصالح ولده

[1] Ratification of the Projected Arrangement

[2] يعنی مولی اسد الدين شيركوه۔

(٤) صلاح الدين فی دمشق ٥٧٩-٥٨٢

ثم سار صلاح الدین الی دمشق فی التاریخ المذکور، قال ابن شداد، وتوجه من دمشق لقصد محاصرة الکُرَك فی الثالث من رجب من السنة المذکورة (٥٧٩ھ) وسیّر الی اخیه الملك العادل وهو بمصر یستدعیه لیجتمع به علی الکرك فسار الیه بجمع کثیر وجیش عظیم، واجتمع به علی الکرك فی رابع شعبان من السنة (٥٨٠ھ) فلمّا بلغ الفرنج الخبر حَشَدُوا خلقاً کثیرا وجاء والی الکرك لیکونوا فی قبالة عسکر المسلمین، فخاف صلاح الدین علی الدیار المصریّه فسیّرَ الیه ابن اخیه تقی الدین عمر، ورحل عن الکرك فی سادس عشر شعبان من السنة، واستصحب اخاه الملك العادل معه ودخلَ دمشق فی الرابع والعشرین من شعبان من السنة واعطاه حلب ودخلها فی یوم الجمعة الثانی والعشرین من شهر رمضان من السنة وخرج الملك الظاهر ویازکوج ودخلا دمشق فی یوم الاثنین الثامن والعشرین من شوال من السنة،

وکان الملك الظاهر احبّ اولاده الیه، لمّا فیه من الخصال الحمیدة ولم یاخذ منه حلب الاّ لمصلحة راٰها فی ذلك الوقت. وقیل ان العادل اعطاه علی اخذ حلب ثلثمائة الف دینار یستعین بها علی الجهاد والله اعلم. ثم انّ صلاح الدین رأی عودَ الملكِ العادِل

الى مصر وعود الملك الظاهر الى حلب الصلح ، قيل كان سبب ذلك ان الامير عَلَم الدين سليمان بن حيدر قال لصلاح الدين وكان بينهما موانسة قبل ان يتملك البلاد ، وقد سايره يوما وكان من امراء حلب والملك العادل لا ينصفه ويقدم عليه غيره وكان صلاح الدين قد مرض على حصار الموصل وحُمل الى حَرّان واشفى على الهلاك فلمّا عوفى رجع الى الشام واجتمعا فى المسير قال له وكان صلاح الدين قد اوصى بكل واحد من اولاده بشئ من البلاد : باىّ راى كنت تظنّ ان وصيتك تمضى كانّك كنت خارجًا الى الصيد وتعود فلا يخالفونك ، اما تستحى ان يكون الطائر اهدى منك الى المصلحة ؟ قال ، وكيف ذاك ؟ وهو يضحك : قال اذا اراد الطائر ان يعمل عشًّا لفراخه قصد اعالى الشجر ليحمى فراخه ، وانت سلّمت الحصونَ الى اهلك وجعلت اولادك على الارض هذه حلب وهى أُمّ البلاد بيد اخيك ، وحماة بيد ابن اخيك ، وحمص بيد ابن اسد الدّين وابنك الافضل مع تقى الدين بمصر يخرجه متى شاء ، وابنك الآخر مع اخيك فى خيمة يفعل به ما اراد ، فقال له : صدقتَ فاكتم هذا الامر ثم اخذ حَلب من اخيه ، واعطاها ولده الملك الظاهر واعطى الملك العادل بعد ذاك حران والرُّها[1] وميّافارقين ليخرجه من الشام ويتوفر الشام على اولاده فكان ما كان ،

---

[1] لها ؛ Edessa.

قلت:

وقد تقدم فی ترجمة عزالدین مسعود بن قطب الدین مودود صاحب الموصل فصلٌ یتعلق بنزول صلاح الدین علی الموصل وحصارها ثلاث مرات ولم یقدر علیها،

قال شیخنا ابن الاثیر فی تاریخه انهٗ نزل علیها فی الدفعة الثالثة وکان زمن الشتاء وعزم علی المقام واقطاع[1] جمیع الموصل، وکان نزوله فی شعبان من سنة احدیٰ وثمانین وخمسمائة (٥٨١ھ) فاقام شعبان وشهر رمضان، وترددت الرسل بینه وبین صاحبها فبینما هو کذلک مرض صلاح الدین فعاد الی حران والحقته الرسل بالاجابة الی مایطلب، وتم الصلح علی ان یسلم الیه صاحب الموصل شهرزور واعمالها[2] وولایة قالی[3] قلا وما وراء الزاب من الاعمال وان یخطب له علی المنابر وینقش اسمه علی السکة، فلما حلف ارسل صلاح الدین نوابه وتسلم البلاد التی استقرت القاعدة علی

---

[1] cutting Province into fiefs

[2] Itidependencies

[3] غالبًا درست قارابلی ہے جو صوبہ کرکور میں ایک پہاڑی درہ ہے۔ اس میں سے وہ سڑک گزری ہے جو موصل سے بغداد کو جاتی ہے (داسلان) قالی قلا موصل سے بہت دور ہے اور وہ صاحب موصل کے تصرف میں نہ تھا۔

[4] اس معاہدہ Agreement کی رو سے جزیرہ کا شمالی حصہ وکردستان کا کچھ حصہ سلطان کی سلطنت میں شامل ہوا اور اتابک موصل ان کے ماتحت امیروں میں شامل ہوا۔

تسليمها، وطال المرض على صلاح الدين بحرّان، واشتد به حتى يئسوا منه فخلف الناس ولاولاده، وكان عنده منهم الملك العزيز عماد الدين عثمان واخوه العادل جاءه من حلب وهو مُلِكُهَا يومئذٍ، وجعل لكلّ واحدٍ شيئاً من البلاد وجعل الملك العادل وصيّا على الجميع، ثم انه عوفى و عاد الى دمشق فى المحرم من سنة ثنتين وثمانين (٥٨٢) ولما كان مريضا بحرّان كان عنده ناصر الدين محمد ابن عمّه[1]، وله من الاقطاع[2] حمص والرحبة فسار من عنده الى حمص، واجتاز بحلب، وَاحضر جماعةً من الاحداث و وعدهم واعطاهم مالاً على تسليم دمشق اليه اذا مات صلاح الدين، فعوفى فلم يمض إلاّ قليلاً حتى مات ناصر الدين ليلة عيد النحر من السنة فانه شرب الخمر فاكثر منه فاصبح ميتا، و قيل ان صلاح الدين وضع عليه انسانا فحضر عنده ونادمه وسقاه سمّا، فلمّا اصبحوا من الغد لم يروا ذلك الشخص، وكان يقال له

---

[1] يعنى اسد الدين شيركوه عم صلاح الدين۔ [2] جاگیر

[3] ابن الاثیر کی اس روایت کے متعلق لین پول نے (صلاح الدین حاشیہ ص۱۶۳ پر)

The improbable suggestion hardly deserves notice.

لکھا ہے۔

النّاصح بن العَميد، فسألوا عنه فقالوا انه سار من ليلته، وكان هذا امما قوى الظنّ والله اعلم، فلما توفى اعطى اقطاعه لولدهٖ شيركُوه وعمرہٗ اثنتا عشرة سنة، وخلّف من الاموال والدوابّ والاثاثَ شيئاً كثيراً، فحضر صلاح الدين الى حمص، واستعرض تركتهٗ وَ اَخَذ اكثرهَا، ولم يترك الاما لاخير فيه، ثم قال شيخُنا بعد هذا كلّه: وبلغنى ان شيركُوه حضَرَ عند صلاح الدين بعد موت ابيه بسَنَةٍ، فقال له الى اين بلغتَ فى القرآن فقال له الى ان الّذين ياكلون اموال اليتمىٰ ظلمًا اِنّمَا ياكلونَ فى بطونهم نارًا و سيصلون سعيرًا۔ فعجب الجماعةُ وصلاح الدين من ذكائه والله اعلم بصحة ذالك[1]

[1] یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ابن الاثیر کی عمر کا بیشتر حصہ موصل میں گزرا اور اس کا بھائی اتابک موصل کا مشیر تھا۔ اس لئے وہ اتابکان موصل کا جانب دار ہے اس کی تاریخ الاتابکی اتابکوں کی مدح سرائی پر مشتمل ہے سلطان صلاح الدین نے موصل کا محاصرہ کیا تو ابن الاثیر شہر میں موجود تھا اور تین سال بعد سلطان کی مدد کیلئے جو فوج بھیجی گئی اس میں بھی شامل تھا غرض خاندان اتابکان شام کی بربادی اور موصل کی تسخیر ابن الاثیر کے نزدیک سلطان کا ناقابل معافی قصور تھا، اسی لئے وہ تاریخ اتابکی میں سلطان پر حرف گیری کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اور اپنے پرانے آقاؤں اور اپنے گھرانے کے محسنوں کے حق کی ادائگی اسی میں سمجھتا ہے۔ تاہم وہ سلطان کی خدمات اسلامی کا معترف ہے خصوصاً کامل میں جو اس نے بعد کے زمانے میں تصنیف کی اس کا رویہ زیادہ غیر جانب دارانہ ہے (صلاح الدین، دیباچہ ص ٹ) یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سلطان نے شام اور الجزیرہ کی اسلامی حکومتوں کے خلاف جنگی خدمات کیوں کئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سلطان صلاح الدین کا مقصد حیات وزارت مصر پانے کے بعد سے (بقیہ بر صفحہ ٩٢)

قال ابن شداد: ولما وصل صلاح الدين الى دمشق عقيب مرضه وابلاله سير بطلب اخاه الملك العادل فخرج من حلب جريدة[ل] يوم السابع والعشرين من شهر ربیع الاول من سنة اثنتين ثمانين (۵۸۲) ومضى الى دمشق فاقام فى خدمة السلطان صلاح الدين وجرت بينهما احاديث ومواجعات وقواعد تتقرر الى جمادی الاخری من السنة، فاستقر الامر على عود الملك الصالح الى مصر واخذت حلب منه، وسار الملك الظاهر اليها ودخل قلعتها يوم السبت سنة اثنتين وثمانين وخمسمائة (۵۸۲) وقد ذكرت فى ترجمه الملك الظاهر انه دخل حلب ما لكا لها فى مثل يوم وفاته وعينت هناك التاريخ واسم اليوم، هكذا وجدته وما ادری من این نقلته. وسلم السلطان ولده الملك العزيز الى العادل وجعله اتابكه[ك]۔ قال ابن شداد

(بقیہ از صفحہ ۹۱) فقط ایک تھا۔ وہ یہ کہ ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کرکے ساحل شام کو فرنج سے مستخلص کرایا جائے اور اس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے فتح الجزیرہ سے چارہ نہ تھا۔ یہ علاقہ انکے دشمنوں کے ہاتھ میں تھا۔ اگر وہ ساحلی علاقہ پر حملہ کرتا تو لازم تھا کہ بہت سی فوجیں ان دشمنوں کی روک تھام کے لئے علیحدہ کردی جائیں اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی بلکہ اس علاقہ کی ساری فوج اس کی مدد کے لئے موجود ہوگئی۔ آگے ہم دیکھیں گے کہ جنگ عکا میں صاحب موصل وسنجار وجزیرہ واربل وحران اور کرد سب سلطان کے ساتھ تھے۔ اور اگر اس تمام علاقہ کی فوج اس کو نہ ملتی تو تیسری صلیبی جنگ کی تازہ دم یورپی فوجوں کا مقابلہ سلطان کے لئے محال ہوجاتا (صلاح الدین صہ ۹۹ ، ۱۹۷)

Gaurdian [ك] With an Escort of Light cavalry [ل]

قال لي الملك العادل لما استقرت هذه القاعدة اجتمعت بخدمة الملك العزيز والملك الظاهر وجلستُ بينهما، وقلتُ للملك العزيز اعلم يا مولانا ان السلطان امرني ان آسيرَ في خدمتك الى مصر وانا اعلم ان المقدمين كثيرٌ وما يخلوا ن يقال عنى ما لايجوز، ويخوفونك مني، فان كان لك عزمٌ ان تسمع منهم فقال لي حتى لا احُ، فقال: كيف يتهيالي ان اسمع منهم اوارجع الى رايهم، ثم التفت الى الملك الظاهر وقلت له: انا اعرف ان اخاك ربمّا سمع في اقوال المقدمين؛ وانا فما لي الآنت وقد قنعتُ منك بشبح متى ضاق صدري من جانبه، فقال: مباركٌ وذكر لي كلّ خير، وزوج السلطان ولده الملك الظاهر غازية خاتون ابنة عمه الملك العادل، ودخل بها يوم الاربعاء السادس والعشرين من رمضان من السنة

الباب الثالث

صلاح الدين البطل المجاهد

۵۸۳ - ۵۸۷

۱۔ وقعۃ حطّین[1] ۵۸۳

ثم کانت وقعۃ حطّین المبارکۃ علی المسلمین، قال وکانت فی یوم السبت رابع عشر (ین) شھر ربیع الاٰخر سنۃ ثلاث و ثمانین و خمسمائۃ (۵۸۳)..... فی وسط نھار الجُمُعۃ، وکان کثیرًا مایقصِدُ

[1] حطّین طبریہ کے مغرب کی طرف ایک گاؤں ہے جو سرسبز میدان میں واقع ہے اس میدان کے جنوبی حد پر قریبًا عمودی سلسلہ چٹانوں کا ہے ان چٹانوں کی مغربی اور مشرقی حد پر چوٹیاں ہیں، جن کو قرون حطین کہتے ہیں۔ ان چٹانوں کے جنوب مشرق میں جو ناہموار سطح مرتفع ہے اس پر وہ جنگ ہوا جس کا ذکر متن میں آیا ہے۔ اس جنگ سے صلیبیوں کی قوت کا خاتمہ ہوگیا، فرنجی فوجیں گرمی اور پیاس سے مضطرب ہو کر کچھ تو عرضہ تلف ہوئیں اور کچھ رو بفرار کچھ فوج مشرقی چوٹی کی طرف بھاگ آئیں تو جنوبی ڈھلوان سے نیچے لڑھک گئیں۔ فاتح نے اس فتح کی یادگار میں اس چوٹی پر قبۃ النصر بنایا۔ (انسائیکلوپیڈیا اف اسلام بذیل حطّین۔

لقاء العدو فی یوم الجمعة عند الصلوٰة تبرّکاً بدعاء المسلمین والخطبة علی المنابر فسار فی ذٰلك الوقت بمن اجتمع له من العساکر الاسلامیة وکانت عدّةً تجوز العدّ والحصر علی تعبیة حسنة و هیئة جمیلة، وکان قد بلغه عن العدو انه اجتمع فی عدّةٍ کثیرةٍ بمرج صفوریة بارض عکا عند ما بلغهم اجتماع العساکر الاسلامیة فسار و نزل علی بحیرة طبریة علی سطح الجبل ینتظر قصد الفرنج له اذا بلغهم نزوله بالموضع المذکور فلم یتحرّکوا ولم یخرجوا من منزلتهم، وکان نزوله بالموضع المذکور یوم الاربعاء الحادی والعشرین من شهر ربیع الآخر (۵۸۳). فلمّا رآهم لا یتحرّکون عن منزلتهم نزل جریدةً[ط] وترك الاطلاب[ط] علی حالها قبالة العدو ونازل طبریة وهجمها[ط۲] واخذها فی ساعةٍ واحدةٍ وانهب الناس ما بها واخذوا فی القتل والسبی والحریق وبقیت القلعة محتمیه بمن فیها ولما بلغ العدو ما جری علی طبریة فلقوا لذلك ورحلوا نحوها فبلغ السلطان ذٰلك، فترك علی طبریة من یحاصرها و

ط Squadrons ط Nith a troop of cavalry

ط۲ دراصل فتح طبریہ نے فرنگی حکومت قدس کا خاتمہ کر دیا کیونکہ اس تاریخ سے دو مہینے کے اندر اندر بیروت سے غزہ تک سارا فلسطین سلطان صلاح الدین نے لے لیا بجز بیت المقدس، صور اور چند قلعوں کے کہ وہ چند ے اور فتح نہ ہوئے جنگ حطین کے بعد فرنگیوں کا ماتہ دار و مدار ہوا۔ انہوں نے زیادہ تر قتل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قلعے اور شہر اپنے دریا پے فتح ہوتے گئے۔ storm edict

لحق بالعسكر فالتقى بالعدو على سطح جبل طبرية الغربي منها وذلك في يوم الخميس الثاني والعشرين من شهر ربيع الآخر (٥٨٣) وحال الليلُ بين العسكرين فباتا على مصافٍ الى بُكرةِ يوم الجمعة الثالث والعشرين فركب العسكرانِ وتصادما والتحم القتال واشتد الامرُ و ذلك بارض قرية تعرف بلوبيا[١]، وضاق الخناقُ بالعدو وهم سائرون كانهم ليساقون الى الموت وهم ينظرون وقد ايقنوا بالويل والثبور واحست نفوسهم انهم في غدِ يومهم ذلك من زوارِ القبور ولم تزل الحرب تضطرم والفارس مَعَ قرنه يصطدم ولم يبق الا الظفَر ووقعُ الوبال على من كفر فحال بينهم الليل بظلامهِ وبات كلٌّ واحدٍ من الفريقين بمقامه وتحقق المسلمون اَنّ من ورائِهم الاردُنّ ومن بين ايديهم بلاد العدوّ وانّهم لا ينجيهم الا الاجتهاد في القتال فحملت اطلابُ المسلمين من كل جانب وحمل القلبُ وصاحوا صيحةَ رجلٍ واحد الله اكبرُ فالقى الله تعالى الرّعب في قلوب الكافرين وكان حقًا عليه نصر المومنين، ولمّا احَسّ القومَسُ[٢] بالخذلانِ هرب منهم في اوائل الامر وقصد جهة صُوَر[٣] وتبعه جماعة من المسلمين فنجا منهم، وكفى اللهُ شرّه، واحاط المسلمون بالكافرين من كلِّ جانبٍ، واطلقوا عليهم

---

[١] یہ گاؤں حطین سے قریباً دو میل جنوب مغرب کو تھا۔ [٢] comes مراد ہے Raimond count of Tripoli [٣] Tyre

السِّهام وحَكَّمُوا فيهم السيوف، وسَقَوهُم كأسَ الحِمَام، وانهزمَتْ طائفةٌ منهم فتبعها ابطالُ المسلمين فلم ينجُ منها احدٌ، واعتصمت طائفةٌ منهم بتلٍّ يقال له تَلُّ حطِّينَ، وهي قرية عندها قبرُ[1] النبيِّ شعيب عليه السَّلام فضايقهم المسلمونَ واشعلُوا حولَهم النِّيرانَ، واشتدّ بهم العطشُ وضاق بهم الامرُ حتى كادُوا يستسلمون للاسر خوفًا من القتل لما مَرّ بهم، فاسر مقدّمتهم[2] وقُتل الباقونَ، وكان ممّن أسر من مقدّميهم الملك واخوه جفري[3] والبرنس ارناط[4] صاحب الكرك والشوبك، وابنُ الهنفري[5] وابنُ صاحب طبريّه ومقدّم[6] الديويه وصاحب جُبَيل ومقدّم الاسبتار[7] قال ابن شداد: ولقد حكى لي من اثق به انه رأى بحوران شخصًا واحدًا معه نيفٌ وثلاثون اسيرًا قد ربطهم بطُنُب[8] خيمةٍ

---

[1] قبر قرون حطّین میں سے مغربی چوٹی کی ایک سنگلاخ وادی میں واقع ہے۔ دروز لوگ ہرسال اس کی زیارت کو آتے ہیں (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام بذیل حطین)۔

[2] Thair chiefs

[3] Geoffroi Delusignan کتاب میں ہے جفری واخوہ، مگر جفری کا بھائی بادشاہ تھا نہ کہ جفری، اس لئے واخوہ کو پہلے لکھ دیا گیا ہے۔

[4] Prince Renaud (Dechatillon)

[5] "The son of ull Honferi" (Hum Phrey of Thoron)

[6] The (grand) Master of the Templurs

[7] The (grand) Master of The Hospitallers

[8] Rope of a tent

لمّا وقع عليهم من اخذلان، ثمان القومس الذى هَرَب فى اول الامر وصل الى طرابلس فاصابه ذاتُ[1] الجنب فهلك منهَا،

وامّا مقدا الاسبتارية والديوية فان السلطان قتلهمَا وقتل من بقى من صنفهمَا حيا، واما البرنس ارناط فان السلطان كان قد نَذرانهٗ ان ظَفِربه قتلهٗ، وذٰلك لانه كان قد عَبَرَ به عند الشوبك قومٌ من الديار المصرية فى حال الصُّلح[2] فغدَرَ بهم وقتلهم، فناشدوه الصلح الذى بينهٗ وبين المسلمين، فقال ما يتضمّن الاستخفاف بالنبىّ صلى الله عليه وسلّم وبلغ ذٰلك السلطان فحمَلَتْه حمِيّته ودينُه علىٰ ان يُهدِرَ دمَه، ولمّا فتح الله عليه بنصره جلس فى دهليز[3] الخيمة لانها لم تكن نُصِبَتْ بَعدُ وعُرضت عليه الاسَارى وصار الناسُ يتقربون اليه بمن فى ايديهم منهم، وهو فرحٌ بما فتح الله تعالىٰ على يديه للمسلمين ونصبت له الخيمة فجلس فيهَا شاكرًا الله تعالىٰ علىٰ مَا انعَم به عليه، واستحضر الملك (واخاه[4]) جعفرى البرنسَ ارناطَ، وَ ناوَلَ السلطانُ الملكَ آخا، جُفرى شربةً من جُلاّب وثَلْجَ فشرب منها، وكان على اشدِّ حالٍ من العطش ثم ناولها البرنسَ وقال السلطان للتَّرجمُان قل للملك انت الذى سقيتهٗ وَ

---

[1] Pleurisy

[2] Truce

[3] The vestibule of The tent

[4] دیکھو حاشیہ صفحہ سابق

كان من جميل عادة العرب وكريم اخلاقهم انّ الاسير اذا اكلَ
اَوْ شَرِبَ من مالِ من اَسَرَ اَمِنَ، فقصدَ السلطانُ بقولهِ ذٰلك، ثمّ
امرَ بمسيرهم الى موضعٍ عيّنهُ لهم، فمضوا بهم اليهِ فاكلوا شيئًا
ثم عادوا بهم، ولم يبقَ عندهُ سوى بعض الخدم، فاستحضرهم
وَاقعدَ الملك فی دهليز الخيمة، واستحضر البرنس ارناط، واوقفه
بين يديه وقال له، ها انا انتصر لمحمّد منك، ثم عرضَ عليه
الاسلام فلم يفعل فسلّ النمشا[1] فضربهُ بها فحلّ كتفه، وتمّم
قتله من حضر، واخرجت جثّته ورُميت على باب الخيمة، فلمّا
رآه الملك (اخوه[2]) جفري على تلك الحالة لم يشكّ فی انه يلحقه
به، فاستحضره وطيّب قلبه وقال له: لم تجرِ عادة الملوك ان
يقتلوا الملوك، واما هذا فقد تجاوز الحدّ وتجرّأ على الانبياء،
وباتت الناس فی تلك الليلة على اتمّ سرور ترتفع اصواتهم
بحمد الله تعالى وشكره وتهليله وتكبيره حتى طلع الفجر.

۲- فتح القدس- ۵۸۳

ثم نزل السلطانُ على طبريّة يوم الاحد الخامس والعشرين
من شهر ربيع الآخر وتسلّم قلعتها فی ذٰلك النهار واقام عليها

---

[1] sword, dagger [2] یہ اصل میں نہیں ہے مگر جیسا پہلے ذکر ہوا مصنف کو بادشاہ
اور اس کے بھائی جفری میں التباس ہوا ہے

الیٰ یوم الثلاثاء، ثمّ رحل طالبا عکا، فکان نزوله علیها یوم الاربعاء سلخ ربیع الآخر، وقاتلهما بکرة یوم الخمس مستهلّ جمادی الاولیٰ سنة ثلاث وثمانین (٥٨٣ھ) فاخذهاَ فاستنقذ من کان فیها من اساری المسلمین، وکانوا اکثر من اربعة الاف اسیر واستولیٰ علیٰ ما فیهما من الاموال والذخائر والبضائع، لانها کانت مظنة التجار وتفرقت العساکر فی بلاد الساحل یاخذون الحصون والقلاع والاماکن المنیعة، فاخذوا انابلس وحیفا وقیساریه والصفوریّة والناصرة، وکان ذٰلك لخلوّها من الرجال، لانّ القتل و الاسرا فی کثیرا منهم؛

ولمّا استقرّت قواعد عکا وقسّم اموالها واسارها سار یطلب تبنین فنزل علیها یوم الاحد حادی عشر جمادی الاول وهی قلعة منیعة فنصبت علیها المناجیق وضیّق بالزحف خناق من فیها وکان فیها ابطال معدودون، وفی دینهم متشددون فقاتلوا قتالاً شدیدا، ونصر اللّٰه سبحانه وتعالیٰ علیهم فتسلّمها منهم یوم الاحد ثامن عشرة عنوةً، واسر من بقی فیها بعد القتل ثم رحل عنها الیٰ صیدا فنزل علیها وتسلّمها غد نزوله علیها وهو یوم الاربعاء الحادی والعشرین من جمادی الاولیٰ واقام علیها ریثما قرّر قواعدها، وسار حتیٰ الیٰ بیروت فنزل علیها لیلة

crder wasre - established at palistine

الخميس الثاني والعشرين من جمادى اولى، وركب عليها المجانيق
وداوم الزحف والقتال حتى اخذها في يوم الخميس التاسع و
العشرين من شهر المذكور، وتسلم اصحابه جبيل وهو على
بيروت، ولما فرغ باله من هذا الجانب رائ قصد عسقلان
ولم يرالا اشتغال بصور[1] بعد ان نزل عليها ثم راى ان العسكر
تفرق في الساحل وذهب كل واحد يحصل لنفسه، وكانوا قد
ضرسوا[2] من القتال وملازمة الحرب والنزل. وكان قد اجتمع في
صور من بقي في الساحل من الفرنج، فرائ ان قصده عسقلان
الي لانها ايسر من صور فاتى عسقلان، ونزل عليها يوم الاحد
السادس عشر من جمادى الاخرة من السنة، وتسلم في طريقه
اليها مواضع كثيرة كالرملة والداروم، واقام على عسقلان
المناجيق وقاتلها قتالا شديدا وتسلمها يوم السبت سلخ جمادى
الاخرة من السنة، واقام عليها الى ان تسلم اصحابه غزة وبيت
جبريل والنطرون من غير قتال وكان بين فتح عسقلان واخذ

[1] صور والے مایوسی کے عالم میں شہر حوالے کرنے پر آمادہ تھے کہ عین اس وقت کونراڈ جس کو عرب مورخ مرتس Marquess of Monferrat کہتے ہیں قسطنطنیہ سے بذریعہ سمندر یہاں آن پہنچا۔ یہ شخص ایک نامور جنگ جو اور ہوشیار مدبر تھا۔ اس کے پہنچنے پر فوج کا حوصلہ بڑھ گیا اور انھوں نے شہر کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا اگر عکا کے بعد فوراً یہ شہر لے لیا جاتا تو اس کے فتح ہو جانے میں کوئی شک نہ تھا۔ صلاح الدین ص۲۱۲ بعد۔

[2] Fatigued and harassed = تھک گئے تھے۔

الفرنج لها من المسلمين خمس وثلاثون سنة، فانهم كانوا اخذوها من المسلمين فی السابع والعشرين من جمادی الاخرة سنة ثمان، و اربعين وخمسمائة (٥٤٨) هكذا ذكره شيخنا ابن شداد فی السيرة وذكر الشهاب ياقوت الحموی فی كتابه الذی سمّاه "المشترك وضعا والمختلف صقعًا" انهم اخذوها من المسلمين فی رابع عشر جمادی الاخرة من السنة۔ 14/8/56

قال ابن شداد: لما تسلم عسقلان والاماكن المحيطة بالقدس[1] شمّر عن ساق الجد والاجتهاد فی قصد القدس المبارك، واجتمعت اليه العساكر التی كانت متفرقة فی الساحل، فسار نحوه معتمدًا علی الله تعالیٰ مفوضًا امره اليه متنهزا الفرصة فی فتح الباب الخير الذی حث علی انتهازه بقوله صلی الله عليه وسلم من فتح له باب خير فلينتهزه فانه لا يعلم متی يغلق دونه، وكان نزوله عليه يوم الاحد الخامس عشر من رجب سنة ثلاث وثمانين و خمسمائة (٥٨٣) وكان نزوله بالجانب الغربی، وكان مشحونا بالمقاتلة[2] من الخيالة والرجالة[3]، وخبّر[4] اهل الخبرة ممّن كان معه من كان فيه من المقاتلة فكانوا يزيدون علی ستين الفا خارجا عن

---

[1] Jerusalem [2] ای الذی ياخذون فی القتال والتاء للتانيث علی انيث الجماعة والواحد المقاتل، [3] Horse and foot

[4] خبر الشئ علمه بكنهه وحقيقته estimated

النساء والصبيان، ثم انتقل لمصلحة[١] رآها الى الجانب الشمالى
فى يوم الجمعة العشرين من رجب ونصب المناجيق وضيق البلد
بالزحف والقتال حتى اخذ النقب فى السور مما يلى وادى جهنم
ولما رائ (الاعداء) ما نزل بهم من الاسر الذى لا مدفع له عنهم و
ظهرت امارات فتح المدينة وظهور المسلمين عليهم وكان قد
اشتد روعهم لما جرى على بطالهم وحماتهم من القتل والاسر وعلى
حصونهم من التخريب والهدم وتحققوا انهم سائرون الى ما صار
اولئك اليه فاستكانوا واخذوا فى طلب الامان، واستقرت القاعدة
بالمراسلة من الطائفتين، وكان تسليمه فى يوم الجمعة السابع
والعشرين من رجب وليلته كانت ليلة المعراج المنصوص عليها
فى القران الكريم فانظر الى هذا الاتفاق الغريب العجيب كيف
يسر الله تعالى عوده الى المسلمين فى مثل زمن الاسراء بنبيهم
صلى الله عليه وسلم، وهذه علامة قبول هذه الطاعة من الله
تعالى، وكان فتحه عظيماً شهده من اهل العلم خلق، ومن
ارباب الحذق والزهد عالم، وذلك ان الناس لما بلغهم ما يسر
الله تعالى على يده من فتح الساحل وقصد القدس قصده العلماء

[١] شہر کی مغربی جانب دو برج تھے جنکی زد سلطان کی منجنیقوں پر پڑتی تھی اور محصورین کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان آلات کے نصب کرنے میں رکاوٹ ہوتی تھی (صلاح الدین صفحہ ۲۲ [illegible]) پانچ دن کے بعد سلطان نے فوجوں کو مشرقی جانب منتقل کر دیا، [illegible]

من مصر والشام بحيث لم يتخلف احد منهم، وارتفعت الأصوات بالضجيج بالدعاء والتهليل والتكبير، وصليت فيه الجمعة يوم فتحه وخطب الخطيب (قلت) وقد تقدم فى ترجمة القاضى محى الدين بن محمد بن على المعروف بابن الزكى ذكر الخطبة التى خطب بها ذلك اليوم فيكشف منه، ورأيتُ فى رسالة القاضى الفاضل المعروفة بالقدسية ان الخطبة اقيمت يوم الجمعة رابع شعبان.

قلت

وقد تقدم فى ترجمة ارتق طرف من اخبار القدس وان الافضل امير الجيوش بمصر اخذ من ولديه سقمان وايلغازى ثم ان الفرنج استولوا عليه يوم الجمعة الثالث والعشرين من شعبان سنة اثنتين وتسعين واربعمائة (٤٩٢) وقيل فى ثانى شعبان وقيل يوم الجمعة السادس والعشرين من شهر رمضان من السنة ولم يزل بايديهم حتى استنقذه صلاح الدين فى تاريخ المذكور..

نعود الى كلام ابن شداد

وكانت قاعدة الصلح بينهم قطيعة على النصارى عن كل رجل عشرين ديناراً وعن كل امرأة خمسة دنانير صورية وعن كل ذكر صغيراً وانثى دينار واحد فمن احضر قطيعته نجا بنفسه والا اخذ اسيراً وفرج عمن كان بالقدس من اسارى المسلمين وكانوا خلقاً عظيماً واقام به يجمع الاموال ويفرقها من الامراء والرجال ويحبو

مها الفقهاء والزهاد والوافدين عليه وتقدم بايصال من اقام
بقطيعته الى مأمنه وهي مدينة صور، ولم يرحل عنه ومعه من
المال الذي جبى له شيء وكان يقارب مائتى الف دينار وعشرين الف دينار، وكان
رحيله عنه يوم الجمعة الخامس والعشرين من شعبان من السنة (٥٨٣)

(٣- محاصرة صور ٥٨٣-٥٨٤)

ولما فتح القدس حسن عنده فتح صور وعلم انه ان اخر
امرها ربما عسر عليه فسار نحوها حتى اتى عكا فنزل عليها ونظر
فى امورها، ثم رحل عنها متوجها الى صور فى يوم الجمعة خامس
شهر رمضان من السنة فنزل قريبا منها، وارسل لاحضار آلات
القتال، ولما تكاملت عنده نزل عليها فى ثانى عشر الشهر المذكور
وقاتلها وضايقها قتالا عظيما. واستدعى اسطول مصر وكان
يقاتلها فى البر والبحر، ثم سير من خاصة هونين فسلمت فى
الثالث والعشرين من شوال من السنة، ثم خرج اسطول صور فى
الليل، فكبس اسطول المسلمين، واخذ المقدم والرئيس و

ے لین پول نے فتح قدس کے باب کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے: اگر تسخیر قدس کے علاوہ صلاح الدین کے متعلق ہم کو کوئی بات بھی معلوم نہ ہوتی تو صرف اسی سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے زمانے بلکہ شاید ہر زمانہ کے فاتحین میں مروت اور فراخ حوصلگی کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھا۔ صلاح الدین ص۲۳۰ ؎ ہجم علیہ واحاط

The naval commander ؎ The military chief ؎ Surprise

خمس قطع للمسلمين وقتلوا خلقا كثيرا من رجال المسلمين وذلك
في السابع والعشرين من شهر المذكور وعظم ذلك على السلطان
وضاق صدره، وكان الشتاء قد هجم، وتراكمت الامطار
واستشارهم فيما يفعلون فاشاروا عليه بالرحيل ليستريح الرجال
ويجتمعوا للقتال فرحل عنها، وحملوا من آلات الحصار ما امكن
وحرقوا الباقي الذي عجزوا عن حمله لكثرة الوحل والمطر، وكان
رحيله يوم الاحد ثاني ذالقعدة من السنة. وتفرقت العساكر
واعطى كل طائفة منها دستورا وسار كل قوم الى بلادهم، واقام
هو مع جماعة من خواصه بمدينة عكا الى ان دخلت سنة اربع
وثمانين وخمسمائة (٥٨٤) ثم نزلوا على كوكب[٢] في اوائل المحرم

[١] سارے فلسطین میں صور ہی ایک اہم مقام تھا جو سلطان نے فتح نہ کیا۔ فرنگیوں کی بچی کھچی فوج سب طرف سے اس میں جمع ہو گئی تھی، سلطان مذکورہ تین وجہات سے مجبور تھا۔ کہ محاصرہ صور کو اٹھا دے مگر اس سے بڑی خرابی پیدا ہوئی بقول لین پول سلطان کو چاہیئے تھا کہ ہر حال میں صور کو فتح کر لیتا خواہ اس کی آدھی فوج اس میں ضائع ہو جاتی۔ اس لئے کہ آئندہ چل کر یہی مقام فرنگ کا معسکر اور اُن کی تمام مساعی کا مرکز بنا، بغیر اس کے غالبًا تیسری صلیبی جنگ ناممکن ہو جاتی، سلطان کو بلاشبہ مجبوری تھی۔ اس لئے بھی کہ اس کی فوج میں اقوام مختلفہ جمع تھیں جن کو ہم آہنگ اور ایک جہت رکھنا خصوصًا اس صورت میں جب محاصرہ طویل اور دشمن قوی ہو سخت دشوار تھا مگر آئندہ کی خرابیوں پر نظر رکھتے ہوئے یہ مصنف کہتا ہے کہ بہ وقت کے باوجود بر دیگر سے محاصرہ جاری رکھنا اور نئی آنے والی فوجوں کو بھگا دینا اور سامان رسد کی آمد کو بکلی مسدود کر دینا لازمی تھا، یہ نہ ہو سکا اور اس کا محاصرہ کے اٹھنے کے تھوڑی مدت بعد سلطان کی فتوحات سلسلہ کا دور ختم ہو گیا یہ مدت وہ تھی جس میں سقوط یروشلم کی اطلاع یورپ میں پہنچی اور وہاں سے فرنگی فوجیں ہڑا دھڑ آنی شروع ہوئیں (صلاح الدین صفحہ ۲۱۲ ببعد)

من السنة، ولم يبق معه من العسكر الا القليل، وكان حصناً حصيناً وفيه الرجال والاقوات فعلم انه لا يؤخذ الا بقتال شديد فرجع الى دمشق ودخلها فى سادس عشر ربيع الاول من السنة، قال ابن شداد: ولما كان على كرك وصلتُ الى خدمته ثم فارقتُه ومضيتُ الى زيارة القدس والخليل عليه السلام ودخلت دمشق يوم دخول السلطان اليها، (قلتُ، وقد ذكرت هذا فى ترجمته)

واقام بدمشق خمسة ايام ثم بلغه ان الفرنج قصد واجبيل واغتالوها فخرج مسرعاً وكان قد سيّر يستدعى العساكر من جميع المواضع وسار يطلب جبيل، فلما عرف الفرنج بخروجه كفوا عن ذلك، وكان بلغه وصول عماد الدين صاحب سنجار ومظفر الدين بن زين الدين وعسكر الموصل الى حلب قاصدين بخدمته والغزاة معه فسار نحو حصن الاكراد[1]

قال ابن شداد فى السيرة انه اتصل بخدمة السلطان فى مستهل جمادى الاولى من سنة اربع وثمانين (۵۸۴) وجميع ما ذكرته

[1] اس قلعہ کا مفصل حال، اس کا خاکہ اور فوٹو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں دیکھو۔ یہ نہایت مضبوط قلعہ جو کوہ لبنان کی ایک ناقابل گذر بلندی پر تھا۔ سلطان نورالدین اور سلطان صلاح الدین دونوں نے فتح کرنا چاہا مگر نہ کرسکے۔ آخر ۶۶۹ھ میں سلطان بیبارس نے اس کو فتح کیا، قلعہ اب بھی موجود ہے۔ فرنج اس کو crac des chevaliers کہتے تھے۔

بروايتي عمّن اَثِق به ومن هٰهنا ما اُسطر الّاما شاهدته او اخبرنى به من اثق به خبرًا يقارب العيان۔

قال، لمّا كان يوم الجمعة رابع جمادي الاولى دخل السلطان بلاد العدوّ على تعبئة حسنة ورتّب الاطلاب وسارت الميمنة اوّلا ومقدّمها عماد الدين زنكى والقلب فى الوسط والميسرة فى الاخير ومقدمها مظفر الدين فوصل الى انطرطوس ضاحى نهار الاحد سادس جمادى الاولى فوقف قبالتها ينظر اليها لانّ قصده كان جبلة فاستهان امرها فسير من ردّ الميمنة وامرها بالنزول على جانب البحر والميسرة على جانب الاخر ونزل هو موضعه والعساكر محدّقة بها من البحر الى البحر وهى مدينة راكبة على البحر ولها برجان كالقلعتين، فركبوا وقاربوا البلد وزحفوا واشتدّ القتال وباغتوا اهلها فما استتمّ نصب الخيام حتى صعد المسلمون سورها واخذوها بالسيف وغنم المسلمون جميع ما فيها وما بها واحرق البلد، واقام عليها الى رابع عشر جمادى الاولى وسلّم احد البرجين الى مظفر الدين فما زال يحاربه حتى اخربه

واجتمع به ولده الملك الظاهر لانه كان قد طلبه فجاء فى عسكر عظيم ثم سار يريد جبلة وكان وصوله اليها فى ثانى عشر جمادى

ل Divisions of Troops ۔ ته بلد من سواحل الشام وهى آخر اعمال دمشق من البلاد الساحلية واول اعمال حمص (معجم البلدان)

الاولیٰ، فما استتم نزول العسکر حتی اخذ البلدُ... [1]

وراسله اهل [2] الانطاکیة فی طلب الصلح فصالحهم اشدة ضجر العسکر [3] من الانکتار وکان الصلح معهم لاغیر علی یطلقوا کل اسیر عندهم والصلح الی سبعة اشهر فان جاءهم من ینصرهم والا سلّموا البلد۔

ثم رحل السلطان فسأله ولده الملكُ الظّاهر صاحبُ حلب ان یجتاز به فاجابه الیٰ ذٰلك فوصل حلب فی حادی عشر شعبان واقام بالقلعة ثلاثة ایام وولده یقوم بالضیافة حق القیام وسار من حلب فاعترضه تقی الدین عمر ابن اخیه واصعده الی قلعة حماة وضع له طعامًا واحضر له سماعا من جنس ما تعمل، الصوفیه وبات فیها لیلة واحدة واعطاه جبلة واللاذقیّة وسار علی طریق بعلبك ودخل دمشق قبل شهر رمضان [5] بایام یسیرة، ثم سار

---

[1] اس کے بعد ذیل کے قلعوں کی تسخیر کا مختصر حال مصنف نے دیا ہے۔ لاذقیة صهیون، بکاس، برزیہ، دربساك۔ بغراس۔ اس بیان کو بوجہ طوالت حذف کیا گیا۔

[2] Bohemond III اس وقت انطاکیہ کا امیر تھا۔ اور اس کا لڑکا ریمونڈ طرابلس الشام کا حاکم

[3] یہ فوج تین مہینے سے سفر اور لڑائیوں کی مشقت اٹھا رہی تھی۔ اور لوٹ کا مال بھی بہت سا اس کو مل چکا تھا۔ [4] یعنی Roid'Angleterr (شاہ انگلینڈ، رچرڈ ثانی)

[5] سلطان کے دمشق آنے پر فوجوں کو آرام کی اجازت مل گئی مگر سلطان رحمۃ اللہ نے اپنے آرام کو تجویز نہیں کیا اور باوجود رمضان پھر اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگیا۔ (بقیہ برصفحہ ۱۱۰)

فی اوائل شھر رمضان یرید صَفَد فنزل علیھا ولم یزل القتال حتی تسلمھا بالامان فی ربیع عشر شوال و فی شھر رمضان المذکور سُلّمت الکرکُ سَلّمھا نوابُ صاحبُھَا.....

قال ثم سار الی کوکب[1] وضایقوھا وقاتلوھَا مقاتلةً شدیدة و الامطارُ متوالیةٌ والوحول والریاح عاصفةٌ والعدوُّ متسلّط تعلو مکانهُ فلمّا تیقنُوا انھُم ماخوذُون طلبوا الأمانَ فاجابھم الیه و تسلمھا منھم فی منتصف ذی القعدة من السنة.....

(١٢- وقعة عکّا ـ ٥٨٥)

ثم نزل الغَوْر واقامَ بالمخیم بقیة الشھر واعطی الجماعة دستُوراً وسار مع اخیه العادل یرید زیارة القدس ووداع اخیه لانه کان متوجھا الی مصر ودخل القدس فی ثامن ذی الحجة وصلّی بھا العید، وتوجه فی حادی عشر ذی الحجة الی عسقلان لینظر الیٰ امورھَا واخذھَا من اخیه العادل وعوضه عنھا الکَرَکَ، ثم مَرّ علیٰ بلاد الساحل یتفقد احوالھَا ثم دخل عکا فاقام بھا معظم المحرّم من سنة خمس وثمانین (٥٨٥) واصلح امُورھَا ورتب بھا

(بقیہ صفحہ ١٠٩) اور شام کے شدید سرما اور بارشوں کے زور شور اور زمین کی دلدلی کیفیت غرض ہر مانع سے بے پرواہ ہوکر اپنے کام میں لگ گیا۔

[1] کوکب، صفد اور کرک کی فتح سے وادی یروں کو مصر و عرب سے ملانے والے راستے پھر کھل گئے۔

الامیر بهاء الدين قراقوش[1] واليًا وامره بعمارة سورها وسا رالى دمشق فدخلها فى مستهل صفر من السنة، واقام بها الى شهر ربيع الاول من السنة،

ثم خرج الى شقيف[2] ارلون وهو موضعٌ حصين فخيم فى مرج عيون بالقرب من الشقيف فى سابع عشر شهر ربيع الاول واقام اياما يباشر قتاله كل يوم والعساكر تتواصل اليه، فلما تحقق صاحب[3] الشقيف انه لاطاقة له به نزل اليه بنفسه فلم يشعر به الا وهو قائم على باب خيمته فاذِنَ له فى دخوله اليه واكرمه واحترمه وكان من اكبر الفرنج وعقلائهم وكان يعرف بالعربية وعنده اطلاع

---

[1] قراقوش (ترکی میں عقاب کو کہتے ہیں) خادم صلاح الدین، اور اس کے زمانہ استقلال میں "زمام قصر مصر" اور اس کی حیثیت میں نائب مصر، نیک بخت، عالی ہمت، نیک نیت آدمی تھا، قلعہ جبل، فصیل قاہرہ و مصر کی پلیں اور سرائیں اور اوقاف اپنی یادگار اور چھوڑے۔ محاصرہ عکا میں گرفتار ہوا، اور ادائے فدیہ کے بعد سلطان کے پاس پہنچا، ۵۹۷ میں فوت ہوا،

[2] هو قلعة حصينه جدًا فى كهف من الجبل قرب بانياس من ارض دمشق بينها وبين الساحل (معجم)

[3] Belfort یعنی ریجنلڈ صیدائی۔ سلطان نے اسیران حطین میں سے شاہ یروشلم اور بعض اکابر فرنج کو یہ اقرار لے کر چھوڑ دیا تھا۔ کہ وہ سلطان کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اٹھائیں گے۔ پادریوں نے اس حلف کو باطل قرار دیدیا اور بادشاہ مذکور فوج جمع کر کے عکا کی طرف بڑھا۔ ریجنلڈ کی چالاکی سے سلطان کے چار مہینے شقیف پر ضائع ہوئے اور شاہ یروشلم نے لشکر اور سامان جمع کر لیا۔ اور سلطان سے پہلے عکا کے سامنے خندقیں بنا کر بیٹھ گیا (صلاح الدین ص۲۵۲ بعد)

علیٰ شیٔ من التواریخ والاحادیث وکان حسن الثانی لمّا حضر بین بدی السلطان واکل معہ الطعام ثم خلا بِہ، وذکر انّہٗ مملوکہ وتحت طاعتہ وانہ یسلّم الیہ المکان من غیر تعب واشترط ان یُعطیٰ موضعاً یسکنہ بدمشق فانہ بعد ذٰلک لایقدر علیٰ مُساکنۃ الفرنج واقطاعاً یقوم بہٖ وباھلہ وشروطاً غیر ذٰلک، فاجابہ الیٰ ذٰلک۔

وفی اثنا شھر ربیع الاول وصلہ الخبر بتسلیم الشوبک وکان السلطان قد اقام علیھا جمعاً یحاصرونہ مدتہ سنۃ کاملۃ الیٰ ان نَفِد زاد من کان فیہ فسلموہ بالامان،

ثم ظھر للسلطان بعد ذٰلک ان جمیع ما قالہ صاحب الشقیف کان خدیعۃ فرسم علیہ ثم ظھر لہ ان الفرنج[1] قصدوا عکا ونزلوا علیھا یوم الاثنین ثالث عشر رجب سنۃ خمس وثمانین (۵۸۵) وفی ذٰلک الیوم سیّر صاحب الشقیف الیٰ دمشق بعد الاھانۃ الشدیدۃ واتی عکا ودخلھا بغتۃ لیقوی قلوب من بھا وسیّر استدعی العساکر من کل ناحیۃ نجاءتہ، وکان العدو بمقدار الفی فارس وثلاثین الف راجل ثم تکاثر الفرنج واستفحل امرھُم واحاطُوا بعکا ومنعوا من یدخل الیھا ویخرج وذٰلک یوم الخمیس سلخ رجب فضاق صدر السلطان لذٰلک، ثم اجتھد فی فتح الطریق الیھا لتستمر السابلۃُ بالمیرۃ والنجدۃ[2] وشاور الامراءَ فاتفقوا علیٰ

[1] یعنی King guy شاہ یروشلم اور اسکی فوج۔ [2] Reinforcements

مضايقة العدو ولينفتح الطريق ففعلوا ذلك وانفتح الطريق وسلكه المسلمون ودخل السلطانُ عكا فاشرف على اُموبرها ...

ثم جرى بين الفريقين مناوشات فى عدّة ايام وتاخر الناس الى تَلّ العياضية[1] وهو مشرف على عكا وفى هذه المنزلة توفى الامير حُسام الدين طُمان المقدم...... وذلك ليلة نصف شعبان سنة خمس وثمانين وخمسمائة (۵۸۵) وكان من الشجعان

ثم ان شيخنا ابن شدّاد ذكر بعد هذا وقعات ليس لنا غرض فى ذكرها ولطوّل هذه الترجمة باستيفاء الكلام فيها اذ ليس الغرض سوى المقاصد لاغير......

قال ابن شدّاد: سمعتُ السلطان ينشد وقد قيل له انّ الوخم

---

[1] تل عياضيه کوہ لبنان کی ایک پہاڑی پر تھا۔ سردیوں میں عکا کے میدان Retired to میں ملیریا پھیل جاتا ہے۔ بلندی پر اس سے نجات تھی اور دشمن سے بھی یہ مقام محفوظ تھا اور اس کی نقل و حرکت پر نظر بھی رکھی جا سکتی تھی۔ صورت حالات یہ تھی کہ عکا میں فرنجیوں نے مسلمانوں کو محصور رکھا تھا۔ سلطان نے محاصرین کو اپنی عـلالت کی وجہ سے اپنے مشیروں کی رائے کو قبول کرکے فوج کو متصل پہاڑوں پر ہٹا لیا ورنہ غالباً شعبان ۵۸۵ھ میں سلطان کی فتح پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مزید توقف کے فیصلے سے شاہ یروشلم کو مہلت مل گئی ۵۸۵ھ تک جب سقوط یروشلم کی خبر یورپ میں شائع کر رہے تھے۔ ان کو وقت مل گیا کہ وہاں کے بادشاہوں کو جنگ پر آمادہ کریں۔ اور نئی صلیبی فوجیں یروشلم کو دوبارہ فتح کرنے کی نیت سے مشرق کا رُخ کریں۔

(صلاح الدین۔ ص ۲۶۵ ببعد)

Main points ص

عظم بسج عكا وان الموت قد فشا فى الطائفتين ـــه

اقتلونى ومالكا   واقتلوا مالكا معى

يريد بذالك انه قد رضي ان يتلف كما اتلف الله اعداءه،

قلت، وهذا البيت له سبب يحتاج الى شرح، وذلك ان مالك
بن الحارث المعروف بالاشتر النخعى كان من الابطال
المشهورة وهو من خواص على بن ابى طالبؑ تماسك فى
يوم وقعة الجمل المشهورة هو وعبدالله بن الزبير ابن
العوام وكان ايضاً من الابطال وابن الزبيرؓ يومئذ مع خالته
عائشة ام المومنينؓ وطلحة والزبيرؓ وكانوا يحاربون
عليّاؑ، فلما تماسكا صار كل واحد منهما اذا قوي على
صاحبه جعله تحته وركب صدره وفعل ذالك مرارا
وابن الزبير ينشد ـــه

اقتلونى ومالكا   واقتلوا مالكا معى

يريد الاشتر النخعى هذه خلاصة القول فى ذلك و
از كانت القصة طويلة وهى فى التواريخ مبسوطة .....

الباب الرابع

صلاح الدین و الانکسار

۵۸۵ ـ ۵۸۷

۱ ـ محاصرة عکا و خروجه من ایدی المسلمین

۵۸۵ ـ ۵۸۷

رجعنا الی ما کنا فیه

قال ابن شداد: ثم ان الفرنج جاءهم الامداد[1] من داخل البحر واستظهروا علی الجماعة الاسلامیة بعکا، وکان فیهم الامیر سیف[2] الدین علی بن احمد المعروف بالمشطوب الهکاری والامیر بهاء الدین قراقوش الخادم الصلاحی وضابقوهم اشد

---

[1] یعنی افواج یورپ۔

[2] اس کا حال وفیات ۱: ۵۹ بعد یہ ہے: مشطوب امیر اکراد تھا " ولم یکن فی امراء الدولة الصلاحیة احد یضاهیه ولا یدانیه فی المنزلة و علو المرتبة [illegible] الاصبح [illegible] ذلك علماً علیه عندهم لا یشارکه فیه غیره ۵۸۸ میں فوت ہوا [illegible] المسلمین [illegible] منشعبة کانت بوجهه " (وفیات)

المضايقة الى ان غلبوا على حفظ[1] البلد، فلمّا كان يوم الجمعة سابع عشر جمادى الاخرى من سنة سبع وثمانين وخمسمائة (۵۸۷) خرج من عكا رجل عوّامٌ ومعه كتب من المسلمين يذكرون حالهم و ما لهم فيه وانهم قد تيقنوا الهلاك ومتى اخذ والبلاد عَنْوَةً ضُرِبَتْ رقابهم وانّهم صالحوا على ان يسلموا البلد وجميع ما فيه من الالات والاسلحة والمراكب ومأتى الف دينار وخمسمائه اسير مجاهيل[2] ومائة اسير معينين من جهتهم وصليب[3] الصلبوت على ان يخرجوا بانفسهم سالمين وما معهم من الاموال والاقمشة المختصة بهم وذراريهم ونسائهم وضمنوا للمركيس[4] لانه كان الواسطة فى هذا الامر اربعة الاف دينار. ولمّا وقف السلطان على كتب المشار اليها انكر ذلك انكاراً عظيماً وعَظُمَ عليه هذا الامر[5] وجَمَعَ اهل الرّاىُ من اكابر دولته وشاورهم فيما يصنع واضطربت آراؤه وتقسم فكره وتشوّش حاله وعزم على ان يكتب فى تلك الليل مع العوام وينكر عليهم للمصالحة على هذا الوجه وهو يتردد فى هذا فلم يشعر الا وقد ارتفعت اعلامُ العدو وصلبانه ونارهٖ

---

[1] Keeping The Town [2] Whose Not designated [3] ... [4] Marquis Conrad of Monferrat [5] names were Mentioned

[5] جنگ رملہ کے بعد ۲۱ سال میں ایک دفعہ بھی سلطان کو بجز فتحمندی کے کوئی دوسری صورت دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

وشِعارُہ[1] علی اسوار البلد وذٰلك فی ظھیرة یوم الجمعة سابع عشر جمادی الآخرة من السّنة[2] (۵۸۷) وصاح الفرنج صَیحَةً عظیمةً واحدةً وَعظُمت المصیبة علی المسلمین واشتدّ امرُھم وحُزنُھم ووقع فیھم الصّیاح[3] والعَوِیلُ والبکاء والنحیبُ[4]

(۲- مسیر العدو علی الساحل وحدیث الصلح

۵۸۷

ثمّ ذکر ابن شدّاد بعد ھذا انّ الفرنج خرجوا من عکّا

---

[1] Their distinctive Emblems

[2] محاصرہ نے دو سال طول کھینچا تھا، اور اسوقت محاصرین میں سے رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس اور انکی فوجیں شامل تھیں، گو سلطان کی امداد کے لئے بہت سی نئی افواج اطراف سے آگئی تھیں مگر محصورین نے تنگ آکر بغیر مزید انتظار کے ہتھیار ڈالدئے۔ ان محصوروں کی سفرنامہ شاہ رچرڈ کے مصنف کی رائے یہ ہے: اس روز یہ مشہور ترک جن کی بہادری اور مہارت جنگ حیرت ناک تھی۔ شہر کی فصیل پر نظر آنے لگے۔ محاصرین ان محصورین کے بشاش و خرم چہروں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ یہ لوگ کامل افلاس کی حالت میں عکا کو چھوڑنے لگے تھے مگر ان کا عکا کے ہاتھ سے نکل جانے سے مایوس نہیں کر دیا تھا اور ان کے چہروں سے کسی قسم کا ہراس نمایاں نہ تھا بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ فتحیاب وہ ہیں (صلاح الدین ص ۹۶ بعد)

[3] To wail and groan

[4] Lamentation

العسكرُ من الدخول وخافوا ممّا جَرَى على المسلمين بعكّا وراٴوا
انّ حِفْظَ القدس اولَى، فتعين خرابُها من عِدّة جهاتٍ، و
كان هذا الاجتماع يوم الثلاثاء سابع عشر شعبان سنة سبع
وثمانين وخمسمائة (٥٨٧) فسار اليها سَحَرة الاربعاء ثامن
عشر الشهر، قال ابن شدّاد: وتحدّث معي في معنى خرابها بعد
ان تحدّث مع ولده الملك الافضل في امرها ايضًا، ثم قال:
لان افقِدَ ولَدي جميعَهم احبُّ اليّ مِن انَ اهدِمَ منها حجرا
ولكن اذا قضى الله تعالى ذلك وكان فيه مَصْلَحَةٌ للمسلمين
فما الحيلة في ذلك.

قال لما اتّفق الرّاي على خرابها اوقع الله في نفسه ذلك و
ان المَصْلحَة فيه بعجز المسلمين عن حفظها وشرع في خرابها سَحَرَة
يوم الخميس التاسع عشر من شعبان من السنة، وقسم السُّور
على المسلمين وجَعَلَ لِكلّ امير من العسكر بَدَنَةً معلومةً و
برجا معينا يخرّبونه ودخل الناس البلد ووقع فيهم الضّجيج والبكاء
وكان بَلَدًا خفيفًا على القلب مُحْكَم الاسوار عظيم البناء مرغوبا في
سكنه، فلحق الناس على خرابه حزنٌ عظيمٌ، وعظم عويلُ اهل
البلد عليه لفراقهم اوطانهم وشرعوا في بَيْعِ ما لا يقدِرُون على
حمله فباعوا ما يساوي عشرة آلافٍ بدرهمٍ وباعوا اثني عشر طير

very agreeable   a curtain

قاصدين عسقلان ليأخذوها[1] وساروا على الساحل والسلطانُ و
عساكرهُ قبالتهم الى ان وصلوا الى ارسُوف وكان بينهما قتالُ عظيم و
نال المسلمين منه وهنٌ شديدٌ[2]، ثم ساروا على تلك الهيئة
تتمة عشر منازل من مسيرهم من عكّا، واتى السلطان الرملة،

واتاه من اخبرهُ بان القوم على عزم عمارة[3] يافا وتقويتها
بالرجال والعدد والآلات فاحضر السلطان ارباب مشورته و
شاورهم فى امر عسقلان وهل الصواب خرابها امر بقائها فاتفقت
آرائهم ان تبقى الملك العادل قبالة العدوّ ويتوجه السلطانُ بنفسه
ويخربها خوفا من ان يصلَ العدوُّ اليها ويستولى عليها وهى
عامرة ويأخذ بها القدسُ وينقطعَ بها طريق مصر وامتنع

---

[1] رچرڈ کی غرض یہ تھی کہ ساحل کے ساتھ ساتھ یافہ اور عسقلان تک جائے اور ان مقامات کو فتح کرکے اپنا جنگی مرکز بنائے پھر وہاں سے قدس کو دوبارہ لے۔ فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ میں جھگڑا ہوگیا تھا اس لئے عکّا ہی سے فلپ فرانس کو روانہ ہوگیا (دیکھو صلاح الدین ص۳۰۶)

[2] اس جنگ کا مفصل حال صلاح الدین ص۳۱۱ بعد پر سفرنامہ شاہ رچرڈ سے نقل ہوا ہے۔ بقول لین پول فلسطین میں یہ جنگ شاہ رچرڈ کا بہترین کارنامہ تھا، یہ ساحلی سفر ماہرانہ جنگی قیادت کے ساتھ سرانجام دیا گیا، گو کل فاصلہ ۶۰ میل اور مدت سفر بیس دن تھی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل مقصود صلیبیہ کا اس سفر سے فتح قدس تھا۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے وہ یافہ سے فقط ایک دن کی راہ قدس کی جانب بڑھنے پائے اور بس، ارسوف کے نقصانات کے باوجود سلطان کی قوت بدستور باقی تھی اور اس کی فوج قدس کی راہ روک کر کھڑی تھی۔

[3] Rebuiding

دجاج بدرهم واحدٍ واختلط[1] البلد وخرج الناس باهلهم واولادهم
الى المخيم وتشتتوا فذهب قومٌ منهم الىٰ مصر وقومٌ الى الشام
وجرت عليهم امورٌ عظيمةٌ واجتهد السلطانُ واولادُه فى خرابها
كى لا يسمع العدوّ فيسرعُ اليه ولا يمكن من خرابها وباتُ
الناسُ علىٰ اصعب حالٍ واشدّ تعبٍ ممّا قاسوهُ فى خرابها،

فى تلك الليلة وصل من جناب الملك العادل مَن اخيران
الفرنج[2] تجدّد ثواسعه فى الصلح وطلبوا جميع البلاد الساحلية،
فرائ السلطان ان فى ذالك مصلحة لِمَا علم من نفوس الناس من
الضّجر من القتال وكثرةِ ما عليهم من الدّيون وكتب اليه
يأذن له ما فى ذلك وفوّض الامر الى رائه. واصبح يوم الجمعة
العشرين من الشعبان وهو مصرّ على الخراب واستعمل النّاس
عليه وحثهم على العَجلة فيه واباحهم ما فى المقرى[3] (الذى كان
على الميرة) مدخور اخوفاً من هجوم الفرنج والعجز عن نقلِه
وامَر باحراق البلدِ فاضرمت النيران فى بيوته وكان سورُها
عظيما ولم يزل الخراب يعمل فى البَلد الىٰ سلخ شعبان من السنة
واصبح يوم الاثنين مستهلّ شهر رمضان امر ولده الملك الافضل

---

[1] All was confusion in the Town. [2] ... [3] granary

[2] صلح کی تحریک رچرڈ کی طرف سے ہوئی۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھیو صلاح الدین صـ۳۲۶ بعد۔

ان يباشر ذٰلك بنفسه وخواصِه ولقد رأيتهُ يحمل الخشب بنفسه لاجل الاحراق ۔

وفى يوم الأربعاء ثالث شهر رمضان اتى الرَّملة ثم خرج الى لُدّ واشرف عليها وامر باخرابها واخراب قلعة الرّملة ففعل ذٰلك

وفى اليوم السبت ثالث عشر رمضان تاخر السلطان بالعسكر الى جهة الجبل ليتمكن الناس من تسيير دوابهم لاحضار ما يحتاجون اليه ودار السلطانُ حول النطرون وهى قلعةُ منيعةٌ فَاَمَرَ باخرابها وشَرَعَ الناسُ فى ذٰلك ۔

(۳- انعقاد الصّلح ۵۸۸)

ثم ذكر ابن شداد بعد هذا ان الانكتار[1] وهو من اكابر ملوك الافرنج سيّر رسوله الى الملك العادل يطلب الاجتماع به فاجابه الى ذالك ، واجتمعا يوم الجمعة ثامن عشر شوال من سنة وتحادثا مُعْظَمَ ذلك النهار وانفصلا عن مُوَدَّةٍ اكيدة و التمس الانكتارُ من العادل ان يسأل السلطان ان يجتمع به فذكر ذٰلك العادل للسلطان فاستشار اكابرَ دولته فى ذٰلك ووقع الاتفاق على انه اذا جرَى الصلحُ بيننا يكون الاجتماعُ بعد ذٰلك ، ثم وصل رسول الانكتار وقال يقول ان الملك يقول انى احب صداقتك ومودتك وانت تذكر انك اعطيت هذه البلاد الساحلية لاخيك فاريد

[1] مراد رچرڈ شاہ انگلستان ہے ۔ دیکھو صفحہ ۹۰ حاشیہ ۴)

ان تکون حکمًا بینی وبینہٗ ولابُدَّ ان یکون لنا عُلقۃٌ[1] بالقدس واطال الحدیث فی ذلک فاجابہ السلطان بوعدٍ جمیل واذن لہ فی العود فی الحال وتأثّر لذلک[2] تاثیرًا عظیما، قال ابن شداد: وبعد انفصال الرسول قال لی السلطان متی صالحنا ھم لم نأمن غائلتہُم ولو حدث بی حادث الموت ما کانت تجتمع ھٰذہ نخرجھم من الساحل او یاتینا الموت، ھذا کان رائہ وانما غلب علی الصلح۔

قال ابن شداد: ثم ترددت الرسل بَینھم فی الصلح واطال القولَ فی ذلک فترکتہ اذالاحاجۃ الیہ وجرت بعد ذلک وقعات اضربتُ عن ذکرھا الطول الکلام فیھا، وحاصل الامر انہ تم الصلح[3] بینھم وکان الانجاز یوم الاربعاء الثانی والعشرین

---

[1] لی فی ھذا المال علقۃ ای تعلقٌ۔

[2] یعنی قاصد بہت متاثر ہوا، صلح کی گفتگو نہایت مختصر ہے۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو صلاح الدین ص۳۲۰ بعد

[3] Peace was concluded and Ratified شرائط صلح یہ تھیں کہ ساحل کے شہر عکا سے یافہ تک شاہ رچرڈ کو ہیں۔ عسقلان جو اس نے پھر آباد کیا تھا۔ دوبارہ ویران کر دیا جائے۔ مسلم اور فرنج ایک دوسرے کے شہروں میں آئیں جائیں عیسائی زائروں کو قدس کی زیارت کی اجازت ہو۔ مدت صلح تین سال تھی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صلح (بقیہ بر صفحہ ۱۲۳)

من شعبان سنة ثمان وثمانين وخمسمائة (۵۸۸ھ) نادی المنادی بانتظام الصلح، وان البلاد الاسلامیة والنصرانیة واحدةٌ فی الامن والمسالمة فمن شاء من کلِ طائفة ان یتردد الی بلاد الطائفة الاخریٰ فمن غیر خوف ولا محذور وکان یومًا مشهودا نال الناس من الطائفتین فیہ من المسرة مالایعلمہ الا اللّٰہ تعالیٰ، وقد عَلِمَ اللّٰہ تعالیٰ ان الصلح لم یکن عن مرضاتہٖ[۱] وایثارہ لکنہ رای المصلحة فی الصلح التأمة العسکرو مظاهرتهم بالمخالفة، وکان مصلحةً فی علم اللّٰہ تعالیٰ فانہ اتفقت وفاتہٗ بعد الصلح فلو اتفق ذلک فی اثناء وقعاتہٖ کان الاسلام علی خطر،

(بقیہ صفحہ ۱۲۲)

سے پہلے دریائے یردن کے مغرب میں ایک انچ زمین بھی مسلمانوں کے قبضہ میں نہ تھی۔ اس سے پانچ سال بعد یہ صلح ہوئی۔ اس عرصہ میں پوپ کی درخواست پر سارا یورپ مصروف پیکار ہوگیا۔ پھر بھی صلح کے بعد سارا فلسطین بدستور سلطان کی سلطنت میں شامل رہا بجز ساحل کے اس تنگ حصہ کے جو صور سے یافہ تک پھیلا ہوا ہے۔ دیکھو صلاح الدین ص ۳۵۶ ببعد

[۱] ضمیر راجع بسلطان۔

خاتِمَة

وَفاته (٥٨٩)

ثم اعطى العساكر الواردة عليه من البلاد البعيدة برسم النجدة[1] دستورًا فساروا عنه وعزم على الحج لما فرغ باله من هذه الجهة، وتردد المسلمون الى بلادهم وجاؤاهم الى بلاد المسلمين[2]، و حملت البضائع والمتاجر الى البلاد وحضر منهم خلقٌ كثير لزيارة القدس وتوجه السلطان الى القدس ليتفقد احوالها واخوه الملك العادل الى الكرك وابنه الملك الظاهر الى حلب وابنه الافضل الى دمشق واقام السلطان بالقدس يقطع الناس ويعطيهم دستورًا ويتاهب للسير الى الديار المصرية

[1] for Reinforcing the army

[2] يعني بلاد الفرنج

وانقطع شوقهُ عن الحج ولم يزل كذالك الى ان صحّ عنده سير مركب الانكتار متوجها الى بلاده فى مستهل شوّال، فعند ذلك قوى عزمه على ان يدخل الساحل جريدةً يتفقد القلاع البحرية الى بانياس ويدخل دمشق ويقيم بها اياما قلائل ويعود الى القدس ومنه الى الديار المصرية.

قال شيخنا ابن شدّاد، وامرنى بالمقام فى القدس الى حين عوده لعمارة مارستان[a] انشاه به وتكميل المدرسة التى انشاءها فيه، وسار منه ضاحى نهار الخميس السادس من شوال سنة ثمان وثمانين وخمسمائة(٥٨٨)

ولمّا فرغ من افتقاد احوال القلاع واذاحة خللها دخل دمشق بكرة الاربعاء سادس عشر شوال وفيها اولاد الملك الافضل والملك الظاهر والملك الظافر مظفر الدين الخضر المعروف بالمشمّر واولاده الصغار وكان يحب البلد ويوثر الاقامة فيه على سائر البلاد، وجلس[b] للناس بكرة يوم الخميس السابع عشر منه وحضروا عنده بلّوا شوقهم منه وانشده الشعرا[c] ولم يتخلف احدٌ منهم عنه من الخاص والعام واقام ينشر جناح عدله ويهطل سحاب انعامه وفضله ويكشف مظالم الرعايا

[a] Hospital [b] with an escort of cavalry.

[b] Held a public audience

[c] Were enabled to gratify their desire

فلمّا كان يوم الاثنين مستهل ذی القعدة عَمِل الملك الافضل دعوةً للملك الظاهر، لانهٗ لما وصل الی دمشق و بلغه حركة السلطان اقام بها ليتملّى[1] بالنظر اليه ثانياً وكان نفسه كانت قد احست بدُنو اجله فودّعه فی تلك الدفعة مراراً متعددة، ولمّا عمل الملك الافضل الدعوة اظهر[2] فيها من الهمم العالية ما يليق بهمّته وكان اراد بذلك مجازاته عما خدمه به حين وصل الیٰ بلده، وحضر الدعوة المذكورة ارباب الدنيا والآخرة، وسال السلطان الحضور فحضر جبراً لقلبه و وكان يوماً مشهوراً علیٰ مَا بَلَغَنِی : ولمّا نصفح الملك العادل احوالَ الكرك واصلح ما قصد اصلاحه سار قاصداً الی البلاد الفراتية فوصل الی دمشق يوم الاربعاء سابع عشر ذی القعدة وخرج السلطان الی لقائه واقام يتصيد حوالی غباغب[3] الیٰ الكسوة[4] حتی لقيه وسارا جميعاً يتصيدان، وكان دخولهما الیٰ دمشق آخر نهار الاحد حادی عشر ذی الحجه سنة ثمان وثمانين۔ (٥٨٨)

واقام السلطان بدمشق يتصيد هو واخوه واولاده و

---

[1] Displayed. Magnificence To enjoy a thing long

[3] نواحی دمشق میں شہر سے ٦ فرسخ پر ایک گاؤں ہے (معجم)

[4] دمشق سے مصر کو جائیں تو یہ گاؤں پہلی منزل پر آتا ہے۔

يتفرجون فى اراضى دمشق ومواطن الظباء وكانه وجد راحةً مما كان به من ملازمة التعب والنصب وسهر الليل وكان ذلك كالوداع لاولاده ونسى عزمه الى مصر وعرضت لـه اموراً أخر وعزمات غير ما تقدم ـ

قال ابن شداد: ووصلنى كتابه الى القدس يستدعينى لخدمته وكان شتاءً عظيماً ووحلاً شديداً فخرجت من القدس فى يوم الجمعة الثالث والعشرين من المحرم سنة تسع وثمانين، وكان الوصل الى دمشق فى يوم الثلاثاء ثانى عشر صفر من السنة، وركب السلطان لملتقى الحاج يوم الجمعة خامس عشر صفر وكان ذلك اخر ركوبه،

ولما كان ليلة السبت وجد كسلاً عظيماً وما تنصف الليل حتى غشيته حمّى[1] صفراوية وكانت فى باطنه اكثر منها فى ظاهره واصبح يوم السبت متكسلاً عليه اثر الحمّى، ولم يظهر ذلك للناس لكن حضرت عنده انا والقاضى الفاضل[2] فدخل ولده الملك الافضل وطال جلوسنا عنده واخذ يشكو قلقه فى الليل وطاب له الحديث الى قريب الظهر، ثم

[1] Bilious fever

[2] ابوعلی عبدالرحیم بن بہاؤالدین اللخمی المصری الدار المعروف بالقاضی الفاضل الملقب مجیرالدین وزیر سلطان صلاح الدین کا حال وفیات ۲۸۲/۱ پر دیکھو۔ قاضی موصوف ۵۹۶ھ میں فوت ہوئے۔

انصرفنا وقلوبنا عنده، فتقدم الينا بالحضور على الطعام فى خدمة
ولده الملك الافضل، ولم يكن للقاضى الفاضل فى ذلك عادة
فانصرفت ودخلت فى الايوان القبلى[1] وقد مد السماط وابنه
الملك الافضل قد جلس فى موضعه فانصرفت وما كانت لى قوة
فى الجلوس استيحاشًا له وبكى فى ذلك اليوم جماعة تفاؤلا
بجلوس ولده فى موضعه ثم اخذ المرض يتزايد من جسده
ونحن نلازم التردد طرفى النهار وندخل انا والقاضى الفاضل
فى النهار مرارًا وكان مرضه فى راسه وكان من امارات انتهاء
العمر غيبة طبيبه الذى كان قد عرف مزاجه سفرًا وحضرًا
وراى الاطباء فصده فى الرابع فاشتد مرضه وقلّت
رطوبات بدنه وكان يغلب عليه اليبس ولم يزل المرض
يتزايد حتى انتهى الى غاية الضعف واشتد مرضه فى السادس
والسابع والثامن ولم يزل المرض يتزايد ويغيب ذهنه ولما
كان التاسع حدثت له غشية وامتنع من تناول المشروب
واشتد الخوف فى البلد وخاف الناس ونقلوا اقمشتهم
من الاسواق وعلا الناس من الكآبة والحزن ما لا يمكن حكايته
ولما كان العاشر من مرضه حقن دفعتين وحصل من الحقن

[1] جنوبى ؛

His intellect Became deranged at

بعض الراحة وفرح الناس بذلك، ثم اشتد مرضه وايس منه الأطباء، ثم شرع الملك الافضل فى تحليف الناس، ثم انه توفى بعد صلاة الصبح من يوم الاربعاء السابع والعشرين من صفر سنة تسع وثمانين وخمسمائة (٥٨٩)

وكان يوم موته يوم لم يصب الاسلام والمسلمون بمثله منذ فقد والخلفاء الراشدين رضى الله عنهم وغشى القلعة والملك والدنيا وحشة لايعلمها الا الله تعالى، وبالله لقد كنت اسمع من الناس انهم يتمنون فداء من يعز عليهم بنفوسهم و كنت اتوهم ان هذا الحديث على ضرب[1] من التجوز و الترخص الى ذلك اليوم فانى علمت من نفسي ومن غيرى انه لو قبل الفدى بالانفس لفدى بالانفس، ثم جلس ولده الملك الافضل للعزاء وغسله الدو لعى[2].

قال:- واُخرج بعد صلاة الظهر رحمه الله تعالى على تابوت مسجى بثوب فوطة فارتفعت الاصوات عند مشاهدته واخذ الناس فى البكاء والعويل وصلوا عليه ارسالا ثم اعيد الى الدار التى فى البستان وهى التى كان متمرضا بها و دفن فى الصفة الغربيه منها وكان نزوله فى حضرته قريبا من صلاة العصر،

---

[1] one of hyperboles & lax expressions [2] خطيب جامع دمشق

in successive bands [1]

ثم اطال ابن شداد العقول فی ذٰلك فحذفته خوفنا من الملالة وانشد فی آخر السیرة بیت ابی تمام الطائی وهو ؎

ثم انقضت تلك السنون واهلها
فكانها وكانهم احلامُ

رحمه الله تعالیٰ وقدس روحه فلقد كان من محاسن الدنیا وغرائبها۔

وذكر سبط ابن الجوزی فی تاریخه فی سنة ثمان وسبعین وخمسمائة ما مثاله: وفی خامس المحرم خرج صلاح الدین من مصر فنزل البركة قاصد الشام وخرج اعیان الدولة لوداعه وانشده الشعراء ابیاتاً فی الوداع فسمع قائلاً یقول فی ظاهر الخیمة ؎

تمتع من شمیم عرار نجدٍ — فما بعد العشیة من عرار

فطلب القائل فلم یوجد فوجم السلطان وتطیر الحاضرون فكان كما قال، فانه اشتغل ببلاد الشرق والفرنج ولم یعد بعدها الی مصر، (قلتُ) وهذا البیت من جملة ابیات فی الحماسة فی الباب النسیب، وذكر شیخنا عز الدین ابن الاثیر فی تاریخه الكبیر هذه القضیة علی صورة اخریٰ فقال: ومن عجیب ما یحكی من التطیر انه لما برز عن القاهرة اقام بخیمته

حتی تجتمع العساکرُ وعندہ اعیان دولتہ والعلماء وارباب الآدب فمن بین مودعٍ لہ وسائرٍ معہ وکل واحد منھم یقول شیئًا فی الوداع والفراق وفی الحاضرین مُعلّمٌ لبعض اولادہ، فاخرج راسہ من بین الحاضرین وانشد ھذا البیت فانقبض صلاح الدین وتطیر بعد انبساطہ وتنکّرا لمجلسُ علی الحاضرین فلم یَعُد الیھا الی ان مات مع طول المدۃ،

وذکر ابن شداد ایضًا فی اوائل السیرۃ انہ مات ولم یخلف فی خزائنہ من الذھب والفضۃ الاسبعۃ واربعین درھما ناصریۃ[1] وجرمًا واحدًا، ذھبا صوریًا؛ ولم یخلف ملکًا لادارًا ولا عقارًا ولا بستانا ولا قریۃً ولا مزرعۃ

وفی ساعۃ موتہ کتب القاضی الفاضل الی ولدہ الملک الظاھر صاحب حلب بطاقۃً مضمونھا: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃٌ، ان زلزلۃ الساعۃِ شیئٌ عظیم، کتبتُ الی مولانا السلطان الملک الظاھر احسن اللہ عزاءہ وجبر مُصابہ وجعل فیہ الخلف فی الساعۃ المذکورۃ وقد زلزل المسلمون زلزالًا شدیدًا وقد حفرت الدموع المحاجر، وبلغت القلوبُ الحناجر وقد ودّعتُ اباک ومخدومی وداعا لاتلاقی بعدہ، وقد قبلت وجھہ عنی وعن [illegible]

---

[1] ناصریہ مراد سلطان کے اپنے سکے سے ہے [illegible]

اسلمتُه الى الله تعالىٰ مغلوب الحيلة ضعيف القوة راضياً عن الله عز وجل، ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم، وبالباب من الجنود المجندة والاسلحة المغمدة مالا يدفع البلاءَ ولا مَلِك يردّ القضاء تدمع العينُ ويخشع القلب ولانقول الاما يرضى الربّ، وانا عليك يا يوسفُ ملحزولون، واما الوصايا مما يُحتاج اليها والآراء فقد شغلنى المصابُ عنها، واما لائح الامر فانّه ان وقع اتفاق فما عدمتم الاشخصه الكريم وان كان غير ذٰلك فالمصائبُ لمستقبلة اهونها موته وهوا لهول لعظيم والسلام

قلتُ للّٰہ درة فلقد ابدع فى هذه الرسالة الوجيزة مع ما تضمنته من المقاصد السديدة فى المثل تلك الحالة التى يذهل فيها الانسانُ عن نفسهٔ ۔

قال غيرابن شداد: ثم ان السلطان صلاح الدين رحمه اللّٰہ تعالى بقى مدفونا بقلعة دمشق الى ان بنيت له قبة فى شمالى الكلاسة التى هى شمالى جامع دمشق ولها بابان احدها الى الكلاسة والاخر فى زقاق غيرنافذ وهو مجاور المدرسة العزيريه (قلتُ) ولقد دخلت هذه القبة من الباب الذى فى الكلاسة وقراءت عنده وترحمت عليه واحضرلى القيم و متولى القبة بقجةً فيها ملبوسٌ بدنه وكان فى جملته قباءٌ اصفر قصيرٌ وراس كميه باسود (كذا) فتبركت به

قال ثم نقل من مدفنه بالقلعة الى هذه القبة فى يوم عاشوراء
وكان الخميس من سنة ۵۹۲ ورتب عندهٗ القرّاء ومن يخدم المكان
ثم ان ولده الملك العزيز عماد الدين عثمان المقدم ذكره لما
اخذ دمشق من اخيه الملك الافضل بنى الى جانب هذه
القبة المدرسة العزيزيه، ووقف عليها وقفا جيدا.
وللقبة المذكورة شباك الى هذه المدرسة وهى من اعيان
مدارس دمشق، وزرت قبره فى اول ساعة من رمضان سنة
۶۸۰ فقرأتُ على صندوق قبره بعد تاريخ وفاته ما مثاله:
اللهم فارض عن تلك الروح وافتح له ابوابَ الجنّة فهى آخر ما
كان يرجوه من الفتوح
وذكر قيم المكان انّ هذا من كلام القاضى الفاضل
(قلتُ) ولمّا ملَكَ السلطان صلاح الدين الديار المصرية
لم يكن بها شئٌ من المدارس[1] فان الدولة المصرية كان مذهبها
مذهب الامامية فلم يكونوا يقولون بهذه الاشياء نعم فى
القرافةِ الصغرى اى المدرسة المجاورة لضريح الامام الشافعیؒ
وبَنَى مدرسة بالقاهرة فى جوار المشهد المنسوب الى الحسين
ابن علیؓ وجعل عليها وقفا كثيرا، وجعل دار سعيد السعداء

---

[1] (orthodox) colleges

[2] سعید خادم قصر (محل فاطمیہ) میں تھا، خلیفہ مستنصر عبیدی نے اس کو آزاد کیا اور وہ ۵۴۴ میں قتل ہوا (دیلان)

خادم المصريين خانقاه ووقف عليها وقفاً طويلاً، وجعل دار عباس[1] المذكور فى ترجمة[2] الظافر العبيدى والعادل[3] بن السلار مدرسة للحنفية وعليها وقف جيد كبير ايضاً المدرسة التى بمصر[4] المعروفة بزين[5] التجار وقفا على الشافعية وقفها جيد ايضاً، وبنى بالقاهرة داخل القصر مارستاناً وله وقف جيد وله مدرسة بالقدس ايضاً، ووقفها كثير وخانقاه بها ايضاً، وله بمصر مدرسة للمالكية۔

ولقد افكرت فى نفسى من امور هذا الرجل وقلت انه سعيد فى الدنيا والآخرة فانه فعل فى الدنيا هذه الافعال المشهورة من فتوحات الكثيرة وغيرها، رتب هذه الاوقاف العظيمة وليس فيها شيئ منسوباً اليه فى الظاهر فان المدرسة التى بالقرافة ما تسميها الناس الا بالشافعى ولمجاورة للمشهد لايقولون ايضاً الا المشهد والخانقاه

---

[1] وزیر ظافر [2] وفیات ۱: ۷۸

[3] ابوالحسن علی بن السلار المنعوت بالملک العادل سیف الدین وزیر ظافر عبیدی صاحب مصر کا حال دیکھو وفیات ۱: ۳۷۰ پر

[4] old cairo

[5] ابوالعباس احمد بن المظفر بن الحسین المعروف بزین التجار الشافعی الدمشقی سلطان صلاح الدین کے مدرسے میں مدرس تھا، ۵۹۱ میں فوت ہوا (سیلان)

لا يقولون الا خانقاه سعيد السعداء، والمدرسة الحنفية
لا يقولون ايضاً الا مدرسة السيوفيه والتى بمصر لا يقولون الا مدرسة
زين التجار والتى بمصر ايضا لا يقولون الا مدرسة المالكية، وهذه صدقة
السّر على الحقيقة، والعجب ان له بدمشق فى جوار البيمارستان النورى
مدرسة يقال له ايضا الصلاحيّة فهى منسوبة اليه وليس لها
وقفٌ وله بها مدرسة للمالكيه ايضا ولا تعرف به، وهذه
النعم من الطاف الله تعالىٰ به۔

وكان مع هذه المملكة المتّسعة والسلطنة العظيمة
كثير التواضع واللطف، قريبا من الناس، رحيم القلب كثير
الاحتمال والمداراة، وكان يحب العلماء واهل الخير ويقربهم
ويحسن اليهم، وكان يميل الى الفضائل ويستحسن الاشعار
الجيدة ويرددها فى مجالسه حتى قيل انه كان كثيرًا ما ينشد
قول ابى منصور محمد بن الحسين بن احمد بن الحسين بن اسحٰق
الحميرى، وقيل انها لابى محمد احمد بن على بن خيران
العامرى كان اميرا بالمريّه من بلاد الاندلس وكان جده
خيران من سبى المنصور بن ابى عامر فنسب اليه والله اعلم
وهى هذه،

و زارنى طيف من اهوى على حذرٍ
من الوشاة وداعى الصبح قد هتفا

فكدتُ اوقظُ من حولي به فرحًا
وكاد يهتك ستر الحبّ بي شغفا

ثم انتبهتُ وآمالي تخيل لي
نيل المنى فاستحالت غبطتي اسفا

وقيل انه كان ايضًا يعجبه قول لشو الملك ابي الحسين علي بن مفرّج المعروف بابن المنجم المعتري الاصل المصري الدار والوفاة، وهو في خضاب الشيب ولقد احسن فيه وهو ؎

وما خضب الناسُ البياض لقبحه
واقبح منه حين يظهر ناصِلهُ

ولكنه مات الشبابُ فسوّدت
على الرّسم من حزنٍ عليه منازِلُه

قالوا فكان اذا قال مات الشباب، يُمسِكُ كريمتهُ[1] وينظر اليها ويقول: اى والله مات الشبابُ، وذكر العماد الكاتبُ الاصبهاني في كتاب الخريدة إنّ السلطان صلاح الدين في اول ملكه كتبَ الى بعض اصحابه بدمشق هذين البيتين ؎

ايها الغائبون عنا وان كنتم لقلبي بذكركم جيرانا
انني مُذ فقدتُكم لا اراكم بعيون الضمير عندي عيانا

---

[1] كل شئ يكرم عليك، مراد ڈاڑھی سے ہے

من

روايات

العبرات

بقلم المرحوم مصطفى لطفي المنفلوطي

ترجمہ

منفلوطی

صاحب العبرات

(۱۸۷۶ - ۱۹۲۴)

سید مصطفی لطفی المنفلوطی[1] دور حاضر کے نامور مصری ادیبوں میں سے تھا۔ اس کا مجمل حال بلٹین آف دی سکول آف اورنٹیل سٹڈیز ج ۵ بابت ۱۹۲۸-۳۰ء ص ۳۱۱ بعد پر فاضل معاصر مسٹر ایچ۔ آر۔ گیب نے دیا ہے۔ اور اس کی تصنیفات پر سیر حال بحث کی ہے۔ یہ مضمون وہاں دیکھنا چاہئے۔ ذیل میں اس کی بعض باتیں اجمالی طور پر درج کی جاتی ہیں۔

سید مصطفیٰ اصلاً نیم ترک نیم عرب تھا۔ حسب معمول اس نے جامع ازہر میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شاعری میں نام پیدا کیا۔ پھر نثر نگاری کی طرف متوجہ ہوا۔ اور المؤید میں مضامین لکھنے لگا۔ اس زمانہ میں شام کے ادبا نے عربی ادب کی بیش بہا خدمت کی تھی۔ سید مذکور ادھر تو ان کے کام سے بہت متاثر ہوا، اودھر اصلاح مذہب، اتحاد

[1] منفلوط بلدة بالصعید فی غربی النیل بینها وبین شاطئ النیل بُعدٌ (معجم البلدان)

Bulletin of the school of oriental studies

بین المسلمین اور جدید مصری قومی تحریک ان سبھوں کا اثر بھی اس پر پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سید مذکور اپنے زمانہ کے مبہم غیر واضح اور متناقض میلانات کا مجموعہ بن گیا۔

۱۹۱۰ء میں سید منفلوطی نے النظرات کے نام سے ایک مجموعہ مضامین شائع کیا۔ دور جدید کی عربی کتابوں میں سے کوئی کتاب اس مجموعہ کی ہر دلعزیزی کو آج تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے کہ اس سلاست اور روانی اور چمک دمک کے مضامین و مواعظ اس سے پہلے ادب عربی میں موجود نہ تھے۔ اس کتاب کا اسلوب تحریر۔ موضوع۔ طرز بیان غرض اس کی ہر چیز مصریوں کے لئے بغایت جاذب توجہ اور دل کش ثابت ہوئی۔ مصنف کوئی یورپی زبان نہ جانتا تھا۔ مگر اس کی کتاب کے ہر صفحے سے ظاہر ہے کہ وہ مغربی مصنفین خصوصاً روسو[1] اور وکٹر ہیوگو[2] کی تصنیفات کا رہین منت ہے۔ گو یہ اثرات اس تک براہ راست نہیں بلکہ بالواسطہ پہنچے۔ وہ واسطہ بیشتر اور اکثر فرح انطون کی تصنیفات تھیں۔

منفلوطی کی طبیعت ملہوف[3] اور جذباتی واقع ہوئی تھی اس لئے وہ ہمیشہ اپنے بنی نوع کی فطرت کے تاریک پہلو پر نظر جمائے

---

[1] Rousseau

[2] Victor Hugo

[3] Melancholy and sentimental

رکھتا تھا۔ زندگی اس کے لئے وادی عبرات تھی۔ جس سے بچنے کے لئے وہ تخیل کی طرف رجوع کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔" میری نظریں حسن تخیلی حسن حقیقی سے زیادہ مرعوب ہے۔ خوبصورت شہروں کا حال تو میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ مگر ان کو آنکھوں سے دیکھنا قطعاً نہیں چاہتا گویا مجھ کو ڈر ہے کہ اصل چیز مجھ سے میری خیالی خوشی چھین نہ لے۔" لیکن بارہا یہ مصنف اجتماعی بے انصافیوں سے متاثر ہو کر کلبیت (cynicism) پر اتر آتا ہے۔ جو اس کی تحریر کا سخت ترین عیب ہے اس حالت میں وہ دائیں بائیں ہر شخص پر حملہ کرتا ہے۔ اس وقت نہ کوئی مصلح اس سے بچتا ہے نہ صاحب دولت وجاہ، اس کا سخت ترین حملہ ارباب سیاست[1] پر ہوتا ہے۔ جن کی نسبت اس کا خیال ہے کہ ان کے لئے جھوٹا اور بے ایمان ہونا لازمی ہے ؎

منفلوطی کے مضامین کے موضوع سے کہیں زیادہ اس کے اسلوب تحریر کی خوبی نے اس کو ہر دل عزیز بنایا۔ اس کو خوب معلوم تھا کہ عربی اسلوب تحریر میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس نے بارہا اس عقیدہ کا اظہار کیا۔ کہ کسی مصنف کے اسلوب تحریر کی خوبی یہ ہے کہ قاری پر مصنف کے خیالات آئینہ ہو جائیں۔ اس کی تحریر میں قدیم وجدید اثرات کی آمیزش ہے۔ جدید اثرات اس کے بیان کی سلاست اور

---

[1] Politicians

مضامین کے ڈھانچ میں نمایاں ہیں۔ ایک معمولی سی مثال۔ ایک سادہ
سی حکایت سے وہ مضمون کو شروع کرتا ہے۔ پھر اس کو پھیلا کر ایک پورا
قصہ اس میں سے پیدا کر لیتا ہے۔ اسی طرح جدید اثرات اس کی نئی نئی
تشبیہوں، نئے نئے استعاروں میں بھی نظر آتے ہیں۔ مگر ان جدید
اثرات کے پہلو بہ پہلو قدیم اثرات بھی اس کی تحریریں موجود ہیں وہ
یوں کہ جہاں تاثرات زور کرتے ہیں۔ وہ نثر مسجع لکھنا شروع کر دیتا ہے
جس سے ایک عجیب ترنم[1] اور صقل اس کے کلام میں پیدا ہو جاتا ہے
جو ان کے معاصروں کے ہاں نہیں ملتا۔

پہلے مضامین کی نسبت منفلوطی کے پچھلے مضامین مواد اور اسلوب
تحریر دونوں کے اعتبار سے فروتر ہیں۔ تحریریں لچک کم ہو گئی ہے۔
ظرافت بھی کم ہے۔ اور آرائش میں تصنع زیادہ نمایاں ہے۔ بہیئت
مجموعی منفلوطی کا کام اس کے تمام پیشتروں کے کام سے بدرجہا بہتر ہے۔
اور گو اس میں اصلاح کی گنجائش باقی ہے۔ تاہم قدما کی زبان میں افسانہ
نگاری کی پہلی کامیاب کوشش وہی ہے۔ جو منفلوطی نے کی جدید
ادب عربی میں النظرات سے زیادہ دل خوش کن کوئی کتاب نہیں ہے
مگر اس کی روشن خوبیاں بعض عیوب کی پردہ دار بھی ہیں۔ یعنی یہ کہ اس
میں خیالات کی کمی ہے۔ اور ان میں جدت موجود نہیں ہے۔ اور کتاب
کو سر بسر پڑھا جائے تو خیالات اور ترکیبوں بلکہ استعاروں تک کا

[1] cadence and Finish

تکرار اور مناقشانہ اور ناقدانہ رنگِ تحریر جو ساری کتاب پر چھایا ہوا ہے۔ قاری کو ملول کر دیتا ہے۔

علاوہ النظرات کے منفلوطی نے العبرات کے نام سے ایک مجموعہ روایات کا لکھا۔ ان میں سے بعض روایات فرانسیسی وغیرہ اصلوں پر مبنی ہیں اور بعض مصنف نے خود وضع کی ہیں۔ النظرات میں بھی اس قسم کے تراجم ہیں۔ لیکن ان کی تحریر کے وقت مصنف کا مقصد غالباً یہ تھا کہ وہ دکھائے کہ عربی زبان میں مغربی بلند تحریروں کے ادا کرنے کی قابلیت بہمہ وجوہ موجود ہے۔ العبرات میں عیب یہ ہے کہ اس میں مصنف نے اپنے تئیں انتہا پسند رومانی دبستان کی جذباتی حزن پسندی کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور اشخاص روایت کی تصویروں کو یک رنگ بنا دیا ہے۔ دھوپ، چھاؤں اور روشنی اور سایہ کی آمیزش ان میں مطلق نہیں دکھائی۔ گو اسلوب تحریر کی بنا پر العبرات کو بہت ہر دل عزیزی حاصل ہوئی ہے۔ مگر دراصل ادب جدید میں اس کا پایہ النظرات سے بہت کم ہے۔

مصادر۔ (۱) بلتین (دیکھو متن) (۲) اسلامک کلچر حیدرآباد بابت اپریل و اکتوبر ۱۹۳۵ء (۳) معجم المطبوعات بذیل المنفلوطی

Sentimentality and Pessimism of the extreme Romantic School.

الهاويه

ما أكثر ايام الحياة وما اقلّها !

لم أعش من تلك الاعوام الطوال التى عشتها فى هـذا العالم إلّا عامًا واحدًا مرّ بى كما يمر النجم الدهرىّ فى سماء الدنيا ليلة واحدة ثم لا يراه الناس بعد ذلك ؛

قضيت الشطر الاوّل من حياتى افتش عن صديق ينظر الى صداقتى بعين غير العين التى ينظر بها التاجر الى سلعته، والزارع إلى ماشيته فاعوزنى ذلك حتى عرفتُ فلانًا منذ ثمانى عشرة عامًا فعرفت امرءًا ما شئت ان ارى خلة من خلال الخير والمعروف فى ثياب رجل الاوجدتها فيه، ولا تخيلت صورة من صور الكمال الانسانى فى وجه الانسان الّا أضاءت لى فى وجهه ، فجلّت مكانته عندى ونزل من نفسى منزلة لم ينزلها احد من قبله وصفت كاس الود بينى وبينه لا يكدرها علينا مكدر حتى عرض لى من حوادث الدهر ما ازعجنى من مستقرى فهجرت القاهرة الى مسقط رأسى غير آسف على شئ فيها الا على فراق ذلك الصّديق الكريم، فتراسلنا حقبة من الزمن ثم فترت عنى كتبه ثم انقطعت ، فحزنت لذلك حُزنًا شديدًا وذهبت بي الظنون فى شأنه كل مذهب الّا ان ارتاب فى صدقه و

وفاته ، وكنت كلما هممتُ بالمصير اليه لتعرف حاله قعد بي من ذلك هم كان يقعدنى عن كل شأن حتى شان نفسى فلم اعد الى القاهرة الا بعد عدة اعوام فكان اول همّى يوم هبطتُ ارضها ان أراه فذهبت الى منزله فى الساعة الاولى من الليل فرايتُ مالاتزال حسرته متصله بقلبى حتى اليوم ،

تركتُ هذا المنزل فردوساً صغيراً من فراديس الجنان ترائى فيه السعادة فى الوانها المختلفة ، وتترقرق وجوه ساكنيه بشراً وسروراً ، ثم زرتُه اليوم فخيل الى اننى امام مقبرة موحشة ساكنة لايهتف فيها صوتٌ ولا يتراءى فى جوانبها شبح ولا يلمع فى ارجائها مصباح فظننت انّى اخطاتُ المنزل الذى اريده اواننى بين يدى منزل مهجور حتى سمعتُ بكاء طفل صغير ولمحتُ فى بعض النوافذ نوراً ضعيفاً فمشيتُ الباب فطرقته فلم يجبنى احد فطرقتُه أخرى فلمحتُ من خصاصه نوراً مقبلاً ثم لم يلبث ان انفرج لى عن وجه غلام صغير فى اسمال بالية يحمل فى يده مصباحاً ضيلاً ، فتأملته على ضوء المصباح فرأيتُ فى وجهه صورة ابيه فعرفتُ انه ذلك الطفل الجميل المدلل الذى كان بالأمس زهرة هذا المنزل وبدر سمائه ، فسألته عن

ابيه فأشار الى الدخول ومشى اماميى بمصباحه حتى وصل
بي الى قاعة شعثاء مغبرة باليه المقاعد والاستار ولولا
نقوش لاحت لى فى بعض جدرانها كباقى الوشم فى ظاهر
اليد ماعرفتُ انها القاعة التى قضينا فيها ليالى السعادة
والهناء اثنى عشر هلالاً ثم جرى بينى وبين الغلام
حديثُ قصيرٌ عَرَفَ فيه من انا، وعرفتُ انّ اباه لم يعد
الى المنزل حتى الساعة وانه عائد عما قليل، ثم تركنى
ومضى وما لبث الا قليل حتى عاد يقول لى: ان والدته
تريد ان تحدثنى حديثا يتعلّق بابيه، فخفق قلبى خفقة
الرعب والخوف واحسستُ بشرّ الاعراف[١] مأتاه، ثم التفتُ
فاذا امرأةٌ ملتفة برداء اسود واقفة على عتبة الباب فحيّتنى
فحييتُها ثم قالت لى: هل علمتَ ما صنع الدهر بفلان
بعدك؟ قلتُ: لا، فهذا اول يوم هبطتُ فيه هذا البلد
بعد ما فارقته سبعة اعوام، قالت. ليتك لم تفارقه،
فقد كنتَ عصمتَه التى يعتصم بها وحماه من غوائل الدهر
وشروره، فما هُوَ الا أن فارقته حتى احاطت به زُمرةٌ من
زُمَرِ الشيطان وكان فتىً كما تعلمه غريرًا ساذجًا فما زالت
تغريه بالشر وتزين له منه ما يزين الشيطان للانسان

---

[١] الماقى الوجه الذى ياتى منه اتى .

حتى سقط فيه فسقطنا جميعاً فى هذا الشقاء الذى تراه،
قلتُ: رأىّ شرٍ تريدين ياسيدتى؟ ومن هم الذى احاط
به فأسقطوه؟ قالت: سأقصّ عليك كل شئ فاستمع
لما اقول:

ما زال الرجل بخير حتى اتصل بفلانٍ رئيس ديوانه
وعلقتُ حبالُه بحباله واصبح من خاصته الذين لايفارقون
مجلسه حيث كان ولاتزال نعالهم خافقة وراءه فى غدواته
وروحاته فاستحال من ذلك اليوم أمرُه وتنكرت صورةُ اخلاقه
وأصبح منقطعاً عن أهله واولاده لايراهم إلّا فى الفَيْنَةِ[1] بعد
الفينة وعن منزله لايزوره إلّا فى أُخْرَيات الليالى، ولقد
اغتبطتُ فى مبدأ الأمر بتلك الحظوة التى نالها عنه
ذلك الرئيس والمنزلة التى نزلها من نفسه ورجوتُ له
من ورائها خيراً كثيراً مغتفرة فى سبيل ذلك ماكنتُ
أشعر به من الوحشة والألم لانقطاعه عنى واغفاله أمرى
وامرأولاده حتى عادفى ليلة من الليالى شاكياً متألماً يكابد
غُصَصاً شديدةً وآلاماً فدنوتُ منه فشممتُ مِن
فمه رائحةَ الخمر فعلمتُ كل شئ؛

علمتُ ان ذلك الرئيس العظيم الذى هو قدوةُ مرؤوسيه

---

[1] الفَيْنَة: الساعة والحين؛

فى الخير ان سلك طريق الخير، والشر أن سلك طريق الشر قد قاد زوجي الفتى المسكين الى شر الطريقين، وسلك به اسوا السبيلين، وانه ما كان يتخذه صديقا كما زعم بل نديما على الشراب، فتوسلت اليه بكل عزيز عليه، وسكبت على يديه من الدموع كل ما تستطيع أن تسكبه عين رجاء أن يعود إلى حياته الاولى التى كان يحياها سعيدا بين اهله وأولاده فما اجديت عليه شيئا.

ثم علمت بعد ذلك ان اليد التى ساقته الى الشراب قد ساقته إلى اللعب، فلم اعجب لذلك لانى اعلم أن طريق الشر واحدة فمن وقف على رأسها لابد له ان يخد فيها حتى يصل إلى نهايتها. فأصبح ذلك الفتى النبيل الشريف الذى كان يعف بالأمس عن شرب الدواء اذا اشتم فيه رائحة النبيذ ويستحيي أن يجلس فى مجتمع يجلس فيه قوم شاربون سكيرا مقامرا مستهترا لا يحتشم ولا يتلوم ولا يتقى عارا ولا مأثما، واصبح ذلك الاب الرحيم والزوج الكريم الذى كان يضن بأولاده أن يعلق بهم القذى، ويربهبه ان يتجهم[1] لها وجه السماء ابا قاسيا و... وحشا سليطا يضرب اولاده كلما دنوا منه ويشتمه... وجته

---

[1] تجهم له = استقبله بوجه كريه.

ويتنهرها كلما رآها، واصبح ذلك الرجل الغيور الضنين بعرضه وشرفه لايبالى ان يعود إلى المنزل بعض الليالى فى جمع من عُشَرائهِ الأشرار فيصعد بهم الى الطبقة التى أنا فيها أنا وأولادى فيجلسوا فى بعض غُرَفها، ولايزالون يشربون ويقصفون[١] حتى يذهب بعقولهم الشرابُ فيهتاجوا ويرقصوا ويملأوا الجو صُراخًا و هتافًا ثم يتعادَوْا[٢] بعضهم وراء بعض فى الأبهاء[٣] و الحجرات حتّى يلجوا علىّ باب غرفتى، وربما حدق بعضهم فى وجهى اوحاول نزع خِمارى على مَرأى من زوجى ومَسْمع فلا يقول شيئًا ولا يستنكرا مرًا، فاقرّ بين ايديهم من مكان الىٰ مكان، وربما فررتُ من منزلِ جميعه وخرجت بلا ازار ولاخِمار غيرإزار الظلام وخماره، حتّى أصل الى بيت جارة من جاراتى فأقضى عندهم بقية الليل۔

وهنا تغيرتْ نغمة صوتها فأمسكت عن الحديث واطرقت برأسها فعلمتُ انها تبكى فبكيتُ بينى وبين نفسى لبكائها، ثم رفعتْ رأسها وعادت الى حديثها تقول؛

وما هى الّا اعوام قلائل حتّى انفق جميع ما كان فى يدهٖ

---

[١] تقصف الرجل ۔ اقام فى كل وشرب ولهو

[٢] من العَدْو وهو الجَرى،

[٣] الابهاء جمع بَهو وهو البيت المقدّم امام البيوت۔

من المال فكان لابُدّ له ان يستدين ففعل فاثقله الدين فرهن فعجز عن الوفاء فباع جميع ما يملك حتى هذا البيت الذى نسكنه ولم يبق فى يده غير راتبه الشهرى الصغير بل لم يبق فى يده شئ حتى راتبه، لأنه لا يملكه إلا ساعة من نهار ثم يعد ذلك ملكٌ للدائنين، او غنيمةٌ للمقامرين،

هذا ما صنعت يدُ الدهر به، أمّا ما صنعت بى وبأولادى فقد مرّ على آخر حِلْيةٍ بعتها من حُلاى عامٌ كاملٌ، وهاهى حوانيت المرابين والمسترهنين ملآى بملابسى وادوات بيتى وآثاثه، ولولا رجل من ذوى قرباى رقيقُ الحال[1] يعود على من حين الى حين بالنزر القليل مما يستلّهُ من أشداق عياله لهلكتُ وهلك اولادى جوعًا؛

فلعلّك تستطيع يا سيدى أن تكون عونًا لى على هذا الرجل المسكين فتنقذه من شقائه وبلائه بما ترى له فى ذلك من الرأى الصالح، واحسبُ انّك تقدر منه للمنزلة التى تنزلها من نفسه على ما عجز عنه الناس جميعًا، فان فعلت احسنت اليه وإلينا إحسانًا لا ننسى يدك فيه حتى الموت،

ثم حيّتنى ومضت لسبيلها فسألتُ الغلامَ عن الساعة التى استطيع ان أرى اباه فيها فى المنزل، فقال إنك

---

[1] رقة الحال كناية عن الفقر۔

تراه فى الصباح قبل ذهابه إلى الديوان، فانصرفتُ لشانى و
قد أضمرتُ بين جنبَيّ لوعةً مازالت تقيمنى وتُقعدنى
وتذود عن عينىّ سِنَة الكَرَى حتى انقضى الليل وما كاد
ينقضى،

ثم عدتُ فى صباح اليوم الثانى لأرىٰ ذلك الصديق
القديم الذى كنتُ بالأمس اسعد الناس به ولا أعلم ماسيجرى
معه بعد ذلك وفى نفسى من القلق والاضطراب ما
يكون فى نفس الذاهب إلى ميدان سباقٍ قد خاطر فيه بجميع
ما يمتلك فهو لا يعلم أيكون بعد ساعة اسعد الناس ام اشقاهم

* * *

ألآن عرفت أنّ الوجوه مِرآيا[1] النفوس تضئ بضياءها و
تظلم بظلامها، فقد فارقتُ الرجل منذ سبع سنوات فانْسَتْنِي
الأيام صورته ولم يبق فى ذاكرتى منها إلّا ذلك الضياء اللامع ضياء
الفضيلة والشرف الذى كان يتلألأ فيها تلألؤ نور الشمس
فى صفحتها؛ فلمّا رأيتُه الآن ولم آرأها مرعينى تلك الغلالة
البيضاء من الضياء التى كنتُ اعرفها خُيِّل الى انى
أرى صورة غير الصورة الماضية ورجلاً غير الذى
كنتُ اعرفه من قبل،

---

[1] المرايا جمع مرآة۔

لم أرَ أمامي ذلك الفتى الجميل الوضّاح الذي كان كل منبت شعرة في وجهه فماً ضاحكاً تموج فيه إبتسامة لامعة بل رأيت مكانه رجلاً شقياً منكوباً قد لبس الهرم قبل أوانه وأوفى على الستين قبل أن يسلخ الثلاثين، فاسترخى حاجباه وتهدلت اجفانه وجمدت نظراته وتهدل عارضاه وتجعد جبينه واستشرن[1] عاتقاه وهوى رأسه بينهما هوية بين عاتقي الاحدب، فكان اول ما قلت له لقد تغير فيك كل شئ يا صديقي حتى صورتك، وكانما ألمَّ بما في نفسي وعرف أني قد علمتُ من امره كل شئ فاطرق براسه اطواق من يرأن باطن الأرض خيرٌ له من ظهرها ولم يقل شيئاً فدلوتُ منه حتى وضعتُ يدي على عاتقه وقلتُ له:

والله ما أدري ماذا اقول لك؛ أأعظك وقد كنتَ واعظي بالأمس، ونجمَ هذا الذي أستنير به في ظلمات حياتي؛ أم أرشدك إلى ما اوجب الله عليك في نفسك و في اهلك؛ ولا اعرف شيئاً انت تجهله، ولا تصل يدي الي عبرة تقصر يدك عن نيلها ام استرحمك لاطفالك الضعفاء وزوجتك البائسة المسكينة التي عضد لها في الحياة ولامعين سواك؛ وانت صاحب القلب الرحيم الذي

[1] استشرف الشئ: ارتفع؛

طالما خفق بالبُعداء، فأحرى أن يخفق رحمة بالأقرباء،

ان هذه الحياة التى تحياها يا سيدى انما يلجأ إليها العُمَّل العاطلون الذين لا يصلحون لِعملٍ من الأعمال ليتواروا فيها عن أعين النّاس حياءً وخجلاً حتى يأتيهم الموت فينقذهم من عارهم و شقائهم، وما انت بواحد منهم۔

إنّك تمشى يا سيدى فى طريق القبر وما انت بناقِمٍ على الدّنيا ولا بمتبرمٍ[1] بها فما رغبتُك فى الخروج منها خروج اليائس المنتحِر[2]،

عذرتُك لوانّ ما ربحتَ فى حياتك الثانية يقوم لك مقام ما خسرتَ من حياتك الاولى، ولكنّك تعلم انك كنتَ غنيًّا فاصبحتَ فقيرًا، وصحيحًا فاصبحتَ سقيمًا، وشريفًا فاصبحتَ وَضيعًا فإن كنتَ ترى بعد ذلك انك سعيدٌ فقد خلَتْ رقعة الارض من الاشقياء،

إن كلّ ما يعنيك من حياتك هذه ان تطلب فيها الموت فاطلبه فى جرعة سم تنتهى بها دفعةً واحدةً فذلك خيرٌ لك من هذا الموت المنقطع الذى يكثر فيه عذابك و والمك. وتعظم فيه آثامك وجرائمك، ومايعاقبك الله على الاخرى باكثر مما يعاقبك على الاولى،

---

[1] تبرم بالامر [illegible]

حسبنا يا صديقي من الشقاء في هذه الحياة ما يأتينا به القدر فلا نضمّ اليه شقاءً جديداً نجلبه بأنفسنا لأنفسنا، فهات يدك وعاهدني على ان تكون لي منذ اليوم كما كنت لي بالامس فقد كنا سُعداء قبل ان نفترق، ثم افترقنا نشقينا وها نحن الآن قد التقينا، فلنعش في ظلال الفضيلة والشرف سعداء كما كنّا،

ثم مددتُ يدي اليه فراعني انه لم يحرك يده فقلتُ له، مالك تمدّ يدك الي؟ فاستعبر باكيًا وقال: لأني لا احبّ ان آكون كاذبًا ولا حانثًا، قلتُ: وما يمنعُك من الوفاء؟ قال: يمنعني منه انني رجلٌ شقيٌ لا حظّ لي في سعادة السعداء قلتُ: قد استطعت أن تكون شقيًا، فلِمَ لا تستطيع أن تكون سعيدًا؟ قال: لأن السعادة سماء والشقاء ارض، والنزول الى الارض اسهل من الصعود الى السماء، وقد زلت قدمي عن حافة الهُوّة فلا قدرة لي على الاستمساك حتى ابلغ قرارتها، وشربتُ اول جرعة من جرعات الحياة المريرة فلا بُدّ لي أن أشربها حتى ثمالتها[1] ولا شئ من الاشياء يستطيع أن يقف في سبيلي إلّا شئ واحد فقط، هو أن لا أكون قد شربتُ الكأس الاولى قبل اليوم، وما دمت قد فعلت

[1] الثمالة = البقية من اسفل الإناء؛

فلا حيلة لي في ما قضى الله، قلتُ: ليس بينك وبين النزوع إلّا عزيمة صادقة تعزمها فاذاً انت من النّاجين، قال: ان العزيمة أثر من آثار الارادة، وقد اصبحتُ رجلاً مغلوباً على أمري لا إرادة لي ولا إختيار، فدعني يا صديقي والقضاء يصنع بي ما يشاء وابكِ صديقك القديم منذ اليوم إن كنت لا ترَى باساً في البكاء على الساقطين المذنبين،

ثم انفجر باكياً بصوتٍ عالٍ وتركني مكاني دون أن يجيبني بكلمة وخرج هائماً على وجهه لا أعلم اين ذهب، فانصرفتُ لشأني وبين جنبيّ من الهمّ والكمد ما الله به عليم،

*

* *

لم يستطع رئيس الدّيوان ان يحتمل نديمه بالأمس زمناً طويلاً فاقصاه عن مجلسه إستثقالاً له، ثم عزله من وظيفته استنكاراً لعمله، ولم تذرف عينه دمعة واحدةً على منظر صريعة الساقط بين يديه، ولم يستطع مالك البيت الجديد أن يمهل فيه المالك القديم اكثر من بضعة شهور ثم طرده عنه فلجأ هو وزوجته وولداها الى غرفة

حقيرة في بيت قديم في زُقاق مهجور، فاصبحت لا اراه بعد ذلك الا ذاهبًا إلى الحانة أو عائدًا منها، فان رايته ذاهبًا زويتُ وجهي عنه، او عائدًا دنوتُ منه فمسحتُ عن وجهه ما لصق به من التُّراب او عن جبينه ما سال منه من الدم ثم قُدتُهُ الى بيته۔

وهكذا ما زالت الأيام والأعوام تأخذ من جسم الرجل و من عقله حتى أصبح مَن يراه يرى ظلاً من الظلال المنتقلة، اوحُلمًا من الاحلام السارية يمشي في طريقه مشية الذاهل المشدّ[1] وهو لا يكاد يشعر بشئ مما حوله، ولا يتقي ما يعترض سبيله حتى يدانيه، ويقف حينا بعد حين فيدور بعينه حوله نفسه كانما يفتش عن شئ اضاعه وليس في يده شئ يضيع، او يقلّب نظره في أثوابه، وما في اثوابه غير الرقاع والخروق، وينظر إلى كل وجه يقابله نظرة شزراء كانما يستقبل عدُوًّا بغيضا وليس له عدُوّ ولا صَدِيق، وربما تعلّق بعض الصبيان بعاتقه فدفعهم عنه بيده دفعا لينا غير آبه والا محتفل كما يدفع النائم المستغرق عن عاتقه يد موقظه حتى اذا اخلاجوفه من الخمر وهدأت سورتها في رأسه انحدر إلى الخان فلا يزال يشرب ويتزيد حتى

[1] شدة الرجل دُهِش وشُغِلَ وحُيّر فهو مشدوه

يعود إلى ما كان عليه،

ولم يزل هذا شأنه حتى حدثت منذ بضعة شهور الحادثة الآتية:

*

* *

عجزت تلك الزوجة المسكينة أن تجد سبيلاً إلى القوت وأبكاها أن ترى ولدها وابنتها باكيين بين يديها ينطق دموعهما بما يصمت عنه لسانهما فلم تر لها بداً من أن تركب تلك السبيل التي يركبها كل مضطرٍ عديم فارسلتهما خادمين في بعض البيوت يقتاتان فيها ويقتيانها فكانت لاتراهما الا قليلاً ولا ترى زوجها إلا في ليلة التي تغفل فيها عنه عيون الشرطة وقلما تغفل عنه، فاصبحت وحيدةً في غرفتها لا مونس لها ولا معين الا جارةٌ عجوزٌ تختلف إليها من حين الى حينٍ، فاذا فارقتها جارتُها و خلت بنفسها ذكرتُ تلك الأيام السعيدة التي كانت تتقلب فيها في اعطاف العيش الناعم والنعمة السابغة بين زوج كريم وأولاد كالكواكب الزُّهر حسناً وبهاءً، ثم تذكر كيف اصبح السيّد مسُوداً والمخدوم خادماً والعزيز الكريم ذليلاً ومهيناً، وكيف انتشر ذلك العِقدُ اللؤلوي المنظوم الّذى كان حلية بديعة في جِيد الدهر ثم استحال

بعد انتشاره الى حصبات منبودات على سطح الغبراء تطؤها النعال، وتدوسها الحوافر والاقدام، فتبكى بكاء الواله فى اثر قوم ظاعنين حتى تتلف نفسها او تكاد، على أنها ما أضمرت قطّ فى قلبها حقداً لذلك الانسان الذى كان سببًا فى شقائها وشقاء ولديها لاحدثتها نفسها يومًا من الأيام بمغاضبة أوهجرانه، لأنها امرأة شريفة، والمرأة الشريفة لاتغدر بزوجها المنكوب، بل كانت تنظر اليه نظر الأم الحنون إلى طفلها الصغير فترحمه وتعطف عليه، وتسهر بجانبه إن كان مريضًا، وتأسو اجراحه ان عاد جريحًا، وربما طرده الخمار فى بعض لياليه من حانته حينما يجد معه ثمن الشراب فيعود إلى بيته ثائرًا مهياجا يطلب الشراب طلبًا شديدًا فلا تجد بُدًّا من ان تعطيه نفقة طعامها، أو تبتاع له من الخمر ما تسكن به نفسه رحمة به وابقاء على تلك البقيّة الباقية من عقله،

وكان الدهر لم يكفه ما وضع على عاتقها من الأثقال حتى أضاف إليها ثقلاً جديدًا فقد شعرت فى يوم من أيامها بنَسَمَةٍ تتحرك فى احشائها فعلمت أنها حاملٌ وأنها ستأتى الى دار الشقاء بشقى جديد فهتفت صارخةً رحمتك اللهم! فقد امتلأتِ الكأسُ حتى ما تسع قطرةً

واحدة، وما زالت تكابد من آلام الحمل ما يجب أن تكابده إمرأة مريضة منكوبة حتى جاءت ساعةُ وضعها فلم يحضرها احد الا جارتها العجوز فأعانها الله على أمرها فوضعتْ ثم مرضت بحُمّى النفاس مَرَضاً شديداً فلم تجد طبيباً يتصدّق عليها بعلاجها لأنّ البلد الّذي لا يستحيي أطبّاؤه ان يطالبوا اهل المريض بعد موته بأجرة علاجهم الذي قتله لا يمكن أن يوجد فيها طبيب محسن أو متصدّق، فما زال الموت يدنو منها رُويداً رويداً حتى أدركتها رحمةُ الله فوافاه أجلها في ساعة لا يوجد فيها بجانبها غير طفلتها الصغيرة عالقة بثديها،

في هذا الساعة دخل الرجل ثائراً مهتاجاً يطلب الشراب ويفتّش عن زوجته لتأتي له منه بما يريد فدار بعينه في انحاء الغرفةِ حتى رآها ممدودةً على حصيرها ورأى بنتها بجانبها فظنها نائمة فدنا منها ودفع الطفلة بعيداً عنها و اخذ يحركها تحريكاً شديداً فلم تشعر بحركة فرابهُ الأمرُو احسّ برعدة تتمشّى في اعضائه حتى اصابت قلبه فبدا صوابُه يعود إليه شيئاً فشيئاً فأكبّ عليها يحدق في وجهها تحديقاً شديداً، ويزحف نحوها رويداً رويداً حتى رأى شبح الموت يحدق اليه من عينها الشاخصتين

الجامدتين فتراجع خوفاً وذعراً فوطئ فى تراجعه صدر ابنته فانت أنة مولمة لم يتحرك بعدها حركة واحدة، فصرخ صرخة شديدة وقال، واشقاآه واشقاه وخرج هائماً على وجهه يعدو فى الطرق ويضرب رأسه بالعمد والجدران و يدفع كل ما يجد فى طريقه من إنسان اوحيوان ويصيح، ابنتى زوجتى! هلمّوا إلى! ادركونى! حتى اعيا فسقط على الأرض وأخذ يفحص التراب برجليه ويئن أنين الذبيح والناس من حوله آسفون عليه لا لأنهم يعرفونه بل لأنهم قرأوا فى وجهه آيت شقائه،

فكانت تلك اللحظة القصيرة التى استفاق فيها من ذهوله الطويل سبباً فى ضياع ما بقى من عقله،

وما هى إلا ساعة او ساعتان حتى أصبح مقيداً مغلولاً فى قاعة من قاعات البيمارستان. فوارحمتاه له ولزوجته الشهيدة، ولطفلته الصريعة ولأولاده المشردين البؤساء





فہرست مضامین